یادگار بانی تنظیم المکاتب خطیب اعظم مولانا سید غلام عسکری اعلی اللہ مقامہ

ماہنامہ

تنظیم المکاتب

جولائی ۲۰۰۸ء

علی ولی اللہ

باسمہ سبحانہ

خدا گواہ ہے کہ اگر مجھے ہفت اقلیم کی حکومت تمام زیر آسمان دولتوں کے ساتھ دے دی جائے اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ میں کسی چیونٹی پر صرف اس قدر ظلم کروں کہ اس کے منہ سے اس چھلکے کو چھین لوں جو وہ چبا رہی ہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ تمہاری دنیا میری نظر میں اس پتی سے زیادہ بے قیمت ہے جو کسی ٹڈی کے منہ میں ہو اور وہ اسے چبا رہی ہو۔

بھلا علیؑ کو ان نعمتوں سے کیا واسطہ جو فنا ہو جانے والی ہیں اور اس لذت سے کیا تعلق جو باقی رہنے والی نہیں ہے۔ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے اور اسی سے مدد کا طلبگار ہوں۔

امیر المومنین حضرت علیؑ

نہج البلاغہ، خطبہ/۲۲۴

یادگار

بانیٔ تنظیم المکاتب خطیب اعظم

مولانا سید غلام عسکری اعلی اللہ مقامہ

تنظیم المکاتب

جولائی ۲۰۰۸ء

TANZEEMUL MAKATIB

VOL.2 (July 2008) ISSUE.2

ایڈیٹر

میثم زیدی

جلد-۲

شمارہ-۲

مجلس مشاورت

ڈاکٹر پیام اعظمی صاحب

مولانا سید صفی حیدر صاحب قبلہ

مولانا سید منظر صادق صاحب قبلہ

پرنٹر و پبلشر نقی عسکری نے برائے سید غلام عسکری میموریل ٹرسٹ پرکاش پریس گولہ گنج لکھنؤ سے چھپوا کر ریڈ گیٹ بلڈنگ، جگت نرائن روڈ گولہ گنج لکھنؤ۔۱۸ سے شائع کیا۔ ایڈیٹر میثم زیدی

Printer & Publisher: Naqi Askari for S.Ghulam Askari Memorial Trust Printed at Parkash, Press Golaganj Lucknow and published at Red Gate Building Jagat Narain Road,Golaganj, Lucknow-18 Editor:Misam Zaidi

Per Copy 10/-

Annual 100/-

فہرست مضامین

جولائی ۲۰۰۸ء

۱	عورت اور اسلام	ادارہ	۳
۲	تفسیر سورۃ البقرۃ	علامہ جوادیؒ	۶
۳	در مدح مولائے کائناتؑ	ڈاکٹر پیکر جعفری	۱۰
۴	تاریخ عقائد و مذاہب اسلامی	مولانا سید شبیہ الحسن رضوی	۱۱
۵	تسبیح فاطمہؑ	سید تلمیذ حسنین رضوی	۱۹
۶	حضرت علی بن ابی طالب کے بعض نام...	ڈاکٹر سید حسن عباس	۲۳
۷	تربیت	میثم زیدی	۳۲
۸	مدح علی ابن ابی طالب	اظہر حیدری	۳۵
۹	کاروائی انتخاب مجلس انتظام	ادارہ	۳۶
۱۰	سوالات و جوابات	ادارہ	۴۲
۱۱	نتیجۂ امتحان سالانہ	ادارہ	۴۳

زر اعانت

سالانہ 100/-

پانچ سال کے لئے 400/-

فی شمارہ 10/-

ادارہ کا مقالہ نگار حضرات کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

تنظیم المکاتب لکھنؤ
جولائی ۲۰۰۸ء
جمادی الثانیہ و رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

عورت اور اسلام

جب ہم دنیا کی تاریخ پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ اسلام سے قبل معاشرہ میں تمام پھیلی ہوئی برائیوں میں سے ایک خاص برائی یہ بھی تھی کہ عورت کو نہ کوئی حق حاصل تھا اور نہ ہی کوئی عزت۔

عرب کے جاہلوں کی حالت یہ تھی کہ وہاں دوسری چیزوں کی طرح عورت بھی بازار عام میں لا کر بیچ دی جاتی تھی۔ لڑکیوں کے وجود کو وہ اپنی ذلت کی وجہ سمجھتے تھے۔ کچھ قبیلوں میں تو جہالت اور جاہلیت اس حد تک تھی کہ وہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے میں ہی فخر محسوس کرتے تھے۔ دنیائے عرب سے باہر ایران میں بھی عورت بے انصافی کا شکار تھی، اس کا حق پامال کیا جا رہا تھا۔ یونان مین تو عجیب وغریب رسم تھی کہ عورت کے وجود کو پوری طرح نجس سمجھا جاتا تھا۔ یونانی لوگ لڑکی کو اپنی نہیں شیطان کی بیٹی سمجھتے تھے بلکہ اسے جانوروں کی اولاد سمجھتے تھے۔ اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ عورت کے ساتھ کیسا سلوک کرتے رہے ہوں گے۔

ہمارے ملک ہندوستان میں بھی عورت اچھی نظروں سے نہیں دیکھی جاتی تھی۔ اپنے شوہر کو اسے 'سوامی' کہہ کر پکارنا ہوتا تھا اور اگر شوہر مر جاتا تھا تو اسے اسی کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا جسے 'ستی' ہونا کہتے تھے۔ آج بھی کہیں کہیں ستی ہونے کی خبر سنائی دیتی ہے۔

جاپان میں لڑکیوں کو میراث نہیں دی جاتی تھی۔ ان کا باپ کی جائداد میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ چین میں عورتوں کی دردناک کہانی یہ تھی کہ باپ کو حق حاصل تھا کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو بیچ سکتا تھا، اور قتل بھی کر سکتا ہے۔ ان سب سے بڑھ کر ظلم تو یہ تھا کہ کبھی کبھی عورتوں کو جنگل میں چھوڑ دیا

جاتا تھا تاکہ جنگلی جانوروں اور درندوں کا لقمہ بن جائیں۔ اور روم میں عورتوں کو برائیوں کا پتلا جانا جاتا تھا۔ جس طرح بچوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے اسی طرح ان کی بھی دیکھ بھال کی جاتی تھی۔

غرض کہ پوری دنیا میں عورت ظلم اور رسوائی کا شکار تھی، اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن اسلام نے اسے فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچنے کی راہ دکھادی۔ عورت کو اس کی حیثیت سے آگاہ کردیا اور مردوں کو اس کے مرتبہ سے واقف کرادیا۔ میراث میں اس کا حق رکھا، بیٹی کی اولاد کو اولاد میں شمار کرایا۔ اگر لڑکوں کو نعمت کہا گیا ہے تو لڑکیوں کو رحمت بتایا گیا۔ پردے کا حکم دے کر ان کی عفت ،عزت اور پاکدامنی کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ ایسا لگتا ہے قدرت نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیؐ کو اس ماحول سے بالکل برخلاف کام کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ یہ صرف اس لئے تھا تاکہ دنیا عورت کے مرتبہ کو جان سکے۔ سب سے پہلے اللہ ہی کی طرف سے یہ انتظام ہوا کہ رسول کا کوئی بیٹا زندہ نہ رہ سکا بلکہ اس کی بیٹی ہی اس کے لئے کل سرمایۂ زندگی تھی۔ عرب کے ماحول میں صرف بیٹی کا ہونا اور اس کے ساتھ اس بیٹی کا باپ کے ذریعہ تعظیم کیا جانا پورے معاشرہ کو جھنجھوڑنے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے کافی تھا۔

جس ماحول میں لڑکی کی اولاد کو اولاد نہ جانا جاتا ہو وہاں پروردگار عالم نے اپنے پیغمبر کی بیٹی کی اولاد کو پیغمبر کی اولاد کہا جس پر آیت مباہلہ بہترین گواہ ہے۔

یہ تو ماضی کی داستان تھی لیکن آج بھی جب ہم سماج پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں عورتوں کے سلسلہ میں کھوکھلے نعرے، جھوٹے بیانات تو ضرور سنائی دیتے ہیں۔ باتیں کرنے والے نام نہاد ادارے تو دکھائی دیتے ہیں لیکن کل کی طرح آج بھی عورت اسی طرح ظلم کا شکار ہے بلکہ کل سب کچھ کھلے عام تھا اور آج یہ سب ظلم خواتین کی حمایت کے نام پر کیا جارہا ہے۔

لیکن اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ خود عورت کا بھی قصور ہے۔ اس نے خود کو مردوں کے ہاتھوں کا کھلونا خود ہی سمجھ رکھا ہے ورنہ حالات اتنے بدتر نہ ہوتے اور وہ ہوس پرست لوگوں کی ہوس کا نشانہ نہ بنتی نیز اس کی عزت وآبرو کا سرعام مذاق نہیں اڑایا جاتا۔

ایک بہتر سماج کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ مرد مرد کی حیثیت سے اور عورت عورت کی طرح زندگی گذارے اور زندگی گذارنے کا طریقہ خود معین نہیں کرے بلکہ دونوں اس طرح زندگی گذاریں جس طرح مالک چاہتا ہے۔ ●●●

انا للہ وانا الیہ راجعون

پیدائش

۲۰/جنوری

۱۹۹۰ء

وفات

۲۵/جون

۲۰۰۸ء

مولوی سید تنویر حسن رضوی

جامعہ امامیہ تنظیم المکاتب کے ہونہار طالب علم کا انتقال

۲۵/جون ۲۰۰۸ء کو جامعہ امامیہ تنظیم المکاتب کے درجۂ معلم کے طالب علم سید تنویر حسن رضوی کا لکھنؤ کے پی جی آئی اسپتال میں انتقال ہوگیا۔

انتقال کی خبر ملتے ہی جامعہ امامیہ کی فضا سوگوار ہوگئی۔ طلاب اپنے محبوب دوست کا جنازہ تنظیم المکاتب کی عمارت میں لے کر آئے اور قرآن خوانی ومجلس عزا برپا ہوئی۔ جامعہ امامیہ کے اساتیذ وطلاب جنازہ مرحوم کے وطن مالوف مظفر پور لے گئے جہاں نماز جنازہ کے بعد تدفین ہوئی۔

ہم خادمان ادارہ اس سانحہ پر مرحوم کے پسماندگان خصوصا ان کی والدہ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور ان کے لئے علو درجات کے خواستگار ہیں۔

مومنین سے ایصال ثواب کے لئے سورۂ فاتحہ کی التماس ہے۔

تفسیر سورۃ البقرۃ

(سلسلہ ۲۵)

از افادات

علامہ جوادی رح

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم○

یَاأَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمْ وَالَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾ الَّذِی جَعَلَ لَکُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَکُمْ فَلَاتَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾

سورۂ مبارکۂ بقرہ کی ان دو آیات کریمہ میں پروردگار عالم نے دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو انسانی زندگی کے بنیادی مسائل میں شامل ہیں۔ اس سے پہلے انسانوں کی تینوں قسموں کا ذکر کیا گیا کہ انسانوں میں کچھ انسان متقی پرہیز گار ہیں، کچھ کافر ہیں جو حق اور حقیقت کا انکار کرتے ہیں، کچھ منافقین ہیں جو کبھی صاحبان ایمان کے ساتھ اور کبھی بے ایمان افراد کے ساتھ رہتے ہیں۔ ایک اجتماعی اعلان ہے جس میں مخاطب سارے عالم انسانیت کو قرار دیا گیا ہے۔ آپ اگر قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے تو دیکھیں گے کہ اکثر مقامات پر پروردگار عالم نے صاحبان ایمان کو خطاب کیا ہے۔ یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اے ایمان والو! لیکن کچھ مقامات ایسے بھی ہیں کہ جہاں مالک نے صاحبان ایمان کو مخاطب نہیں بنایا بلکہ اصل انسان کو مخاطب بنایا ہے اور ان دونوں باتوں کا بنیادی فرق یہ ہے کہ جو باتیں یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کے بعد کہی گئی ہیں ان کا تعلق انسان کے ایمان سے ہے کہ اگر کوئی شخص واقعاً صاحب ایمان ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے دعوائے ایمان کو قبول کر لیا جائے تو اسے ان تمام تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا جو یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اور جن مقامات پر یَاأَیُّهَا النَّاسُ کہا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد جن مسائل کا ذکر کیا گیا ہے اس کا تعلق تنہا ایمان سے نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تعلق انسانیت سے ہے۔ گویا کہ ایمان والوں سے جو باتیں کہی گئی ہیں ان پر اگر عمل نہ کیا جائے تو انسان صاحب ایمان کہے جانے کے قابل نہیں ہے اور جو باتیں یَاأَیُّهَا النَّاسُ کے ساتھ کہی گئی ہیں اگر

انسان ان پر عمل نہ کرے تو گویا انسان، انسان کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔ یہ ایک مسئلہ ہے جو علماء کے درمیان اکثر زیر بحث آتا ہے کہ عبادت کی ذمہ داری صاحبان ایمان کی ہے یا عبادت کی ذمہ داری انسان کی ہے۔ کیا ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ عبادت کرے یا جو لوگ صاحب ایمان ہیں فقط ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ عبادت کریں اور جو لوگ بے ایمان ہیں اور ابھی منزل ایمان تک نہیں آئے ہیں ان کا عبادات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت نے اس حقیقت کو واضح کردیا کہ عبادت کا تعلق صاحب ایمان سے نہیں ہے۔ عبادت کا تعلق ہر انسان سے ہے۔ اگر کسی انسان پر اپنے مالک کی عبادت واجب ہے یا اسے اپنے مالک کی عبادت کرنی چاہئے تو اس کی وجہ اور بنیاد کیا ہے۔ اس کی عبادت کیوں کرنی چاہئے؟ اس سلسلہ میں بہت سے اسباب اور بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک مسئلہ جو بالکل سامنے کا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر انسان کی عقل سلیم اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ اگر ایک انسان نے کسی دوسرے انسان کے ساتھ کوئی احسان کیا ہے، اچھا برتاؤ کیا ہے تو اس دوسرے انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرے۔ یہ ایک فطری مسئلہ ہے جس کو ہر انسان تسلیم کرتا ہے کہ احسان کرنے والے کا شکریہ ادا ہونا چاہئے اور اس کی بہترین دلیل یہ ہے کہ یہ تو ممکن ہے کہ کسی انسان کے ساتھ آپ احسان کریں اور وہ آپ کا شکریہ ادا نہ کرے اور شکریہ نہ ادا کرنے کے ہزار بہانے تلاش کرلے لیکن آپ اس وقت نہ دیکھیں جب آپ اس کے ساتھ احسان کر رہے ہوں اور وہ شکریہ ادا نہ کر رہا ہو بلکہ آپ اس وقت دیکھیں جب وہ کسی کے ساتھ احسان کر رہا ہو اور جس پر اس نے احسان کیا ہے وہ اس کا شکریہ ادا نہ کرے تو آپ دیکھئے کہ اس کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔ اپنے معاملے میں انسان کے فیصلے الگ ہوتے ہیں اور دوسروں کے معاملات میں انسان کے فیصلے الگ ہوتے ہیں خود ممکن ہے کہ ہزاروں احسانات لینے کے بعد بھی شکریہ ادا نہ کرے اور ہزار بہانے تلاش کرلے لیکن خود اگر کسی کے ساتھ ادنیٰ احسان کردے اور وہ شکریہ ادا نہ کرے تو فوراً شکایت کرتا ہے کہ کس قدر احسان فراموش ہے کس قدر نالائق ہے، کس قدر بیہودہ ہے اور جو بھی ممکن ہے وہ سب کہہ دیا جاتا ہے اس لئے کہ ہم نے احسان کیا اور اس نے شکریہ ادا نہیں کیا پروردگار عالم نے انسان کی فطرت کو ہی ایسا بنایا ہے کہ انسان فطری طور پر اس بات سے راضی نہ ہو کہ کوئی احسان کرنے والا احسان کرے اور اس کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ تاکہ اسی فطرت کے ذریعہ انسان کے اوپر حجت تمام کی جاسکے کہ اگر تم نے کسی کو ایک گلاس پانی پلایا اور اس نے شکریہ نہ کہا تو تم ناراض ہو گئے اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر کوئی محسن ہے تو اس کا شکریہ ادا ہونا چاہئے۔ اگر تم نے کسی کو دو روپئے دے دیئے حدیہ ہے کہ اگر فقیر کے ہاتھ

پر چند پیسے رکھ دیئے اور وہ پیسے لے کر منہ پھرا کے چلا گیا اور یہ بھی نہ کہا کہ اللہ کرے تم سلامت رہو، تمہارے بچے سلامت رہیں تو آئندہ دو پیسے دینے کا ارادہ بھی نہیں کرتے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری فطرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب احسان کیا ہے تو اس کا شکریہ ادا ہونا چاہئے۔ گویا کہ ہم نے ہر انسان کی فطرت میں یہ دونوں جذبات رکھے ہیں ۔ احسان کرنے کا جذبہ بھی رکھا ہے اور شکریہ ادا کرنے کا جذبہ بھی رکھا ہے اور ایسا رکھ دیا ہے کہ ہر انسان فطری طور پر اگر اس کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو ناراض ہوتا ہے اور ایسا انسان کو اس لئے بنایا ہے کہ جب وہ اپنے ایک گلاس پانی پلانے کے شکریہ کا تقاضا کرے ،ایک پیالی چائے پلانے کے شکریہ کا تقاضا کرے، دو روپے کسی کو دینے پر شکریہ کا مطالبہ کرے، کسی معمولی یا بڑے احسان کے بعد اس بات کا انتظار کرے کہ جس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا ہے وہ ہمارا شکریہ ادا کرے تو انسان کی فطرت خود انسان کو ہوشیار کرے گی کہ اگر تمہارے معمولی احسانات پر شکریہ ادا ہونا چاہئے اور تمہارے معمولی احسانات کا کوئی شکریہ ادا نہ کرے تو تم اس سے ناراض نہیں ہو جاتے ہو تو سوچو تم پر بھی تو کسی نے احسان کیا ہے اور جس نے تم پر احسان کیا ہے اس نے صرف ایک گلاس پانی نہیں پلایا، اس نے فقط دو روٹیاں نہیں کھلائی ہیں، اس نے صرف دو جوڑے کپڑے نہیں بنوائے ہیں بلکہ اس نے تمہارا سارا وجود تیار کیا ہے۔ جس کو پانی بھی چاہئے ،جس کو روٹی بھی چاہئے اور جس کو لباس بھی چاہئے تم تو غریب انسان کو جو زندہ ہے اسے روٹی کھلاتے ہو، جس کے پاس اپنی زندگی ہے اسے پانی پلاتے ہو، جو اپنے گھر میں پیدا ہو چکا ہے اسے دو کپڑے پہناتے ہو لیکن جس نے تم پر احسان کیا ہے وہ تو تم کو عدم اور نہ ہونے سے ہونے کی منزل تک لایا ہے اس کا احسان تو تمہارے اوپر اس سے کہیں زیادہ ہے، جتنا احسان تم کسی پر کرتے ہو یا کر سکتے ہو لہٰذا اگر معمولی احسانات کے بعد تمہیں اس بات کا انتظار رہتا ہے اور تمہاری فطرت تقاضا کرتی ہے کہ تمہارے احسان کا شکریہ ادا ہونا چاہئے تو جس نے تمہارے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے تمہیں اس کے احسانات کا بھی شکریہ ادا کرنا پڑے گا۔ محسن اور منعم کا شکریہ ادا کرنا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے اور اس کے لئے نہ کوئی دلیل درکار ہے نہ کوئی بیان درکار ہے۔

اب جب انسان شکریہ ادا کرنے پر آمادہ ہو گیا تو اس کے بعد عقل ایک نیا فیصلہ کرتی ہے کہ آپ جس کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں پہلے آپ یہ پتہ لگائیں کہ اس کی حیثیت کیا ہے، اس کی شخصیت کیا ہے، اس کا مرتبہ کیا ہے اور وہ کس عمل کو اپنی نعمت کا شکریہ سمجھتا ہے، کس عمل کو اپنی نعمت کا شکریہ نہیں سمجھتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ایک ملک کے رہنے والے ہیں جہاں کا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ نے کسی آدمی کو ایک گلاس پانی پلا دیا تو وہ آدمی جھک کر سلام کرتا ہے لیکن آپ جہاں رہتے ہیں وہاں کا طریقہ الگ ہے اب جس

کے ساتھ آپ احسان کر رہے ہیں، ایک گلاس پانی پلا رہے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ جہاں کا رہنے والا ہو ان کے یہاں یہ طریقہ نہ ہو اور اس کے یہاں ایک گلاس پانی کے دینے کے بعد وہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہو جو آپ کے یہاں شاید توہین شمار ہوتا ہو تو شکریہ ادا کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ پہلے یہ پتہ لگائے کہ ہمارا محسن کون ہے، اس کا مرتبہ کیا ہے اور اس کے حالات اور شان کے اعتبار سے شکریہ کیسا ہونا چاہئے۔ تو گویا یہ ثابت ہو گیا کہ خالق کائنات محسن ہے اس کے لئے انسان کا وجود ہی بہترین دلیل ہے۔ محسن کا شکریہ ادا ہونا چاہئے اس کے لئے انسان کی عقل بہترین رہنما ہے۔ شکریہ کو محسن کی شان کے مطابق ہونا چاہئے یہ انسان کی عقل کا بہترین فیصلہ ہے اور جب ان سارے مرحلوں سے انسان گذر گیا تو خالی ایک مسئلہ باقی رہ جاتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ ہمارا محسن کیا چاہتا ہے اور اس کا شکریہ کس طرح ادا ہو سکتا ہے یہی وہ بات ہے جس کا نام رکھا گیا ہے طریقۂ عبادت۔ یعنی وہ لوگ جو پیدا کرنے والے نہیں ہیں ان کا شکریہ کا طریقہ الگ ہوگا اور جو پیدا کرنے والا ہے اس کے شکریہ کا طریقہ الگ ہوگا۔ ہر ایک کا شکریہ ادا کرنے کا نام شکر ہو سکتا ہے، هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ہو سکتا ہے لیکن پروردگار عالم کی نعمتوں کا شکریہ اگر ادا کیا جائے تو اس شکریہ کا نام ہے عبادت۔ پروردگار عالم نے جب کہا یَا اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ اے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو یہاں صاحبان ایمان کو نہیں بلکہ انسانوں کو آواز دی گئی ہے کیوں اس لئے کہ جس احسان کی بناء پر عبادت کی ذمہ داری آتی ہے وہ ہمارا احسان صرف صاحبان ایمان کے لئے نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے مومنین کو پیدا کیا ہو، کافر کہیں اور سے پیدا ہو گئے ہوں، ایسا نہیں ہے کہ ہم نے نیک بندوں کو پیدا کیا ہو باقی افراد جو نالائق نکل گئے ہیں ان کا پیدا کرنے والا کوئی اور ہو۔ ہم ہی خالق ہیں، ہم ہی مالک ہیں، ہم ہی نعمت دینے والے ہیں، ہم ہی وجود دینے والے ہیں، ہم ہی صلاحیت اور طاقت دینے والے ہیں تو جب سب کو پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں سب کے محسن ہم ہی ہیں تو سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں اور یہی ہماری نعمت کا شکریہ ہے۔ اس لئے یہ سوچنا کہ عبادت کی ذمہ داری صرف صاحبان ایمان کی ہے اور غیر صاحب ایمان پر عبادت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے یہ غلط ہے یہ وہی لوگ سوچیں جو عبادت کے معنی نہیں جانتے ہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر آپ نے کسی کو جھک کے سلام کر لیا ہے تو گویا اس کی عبادت ہو گئی۔ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے تو گویا اس کی عبادت ہو گئی، عبادت اتنا آسان کام نہیں ہے، عبادت کے معنی یہ ہیں کہ انسان جس کی بندگی کر رہا ہے، جس کے احکام پر عمل کر رہا ہے اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ یہی ہمارا خالق ہے، یہی ہمارا مالک ہے اگر خالق و مالک سمجھ کے اس کے

سامنے سر جھکا دے تو اسی کا نام عبادت ہے اور اگر اس کی خالقیت اور مالکیت نہیں مانتا ہے تو زندگی بھر سجدہ میں پڑا رہے تو اس کا نام عبادت نہیں ہو سکتا۔ عبادت نہ اتنا مشکل کام ہے جو کبھی نہ ہو سکے، نہ اتنا آسان کام ہے کہ ہر کام کا نام عبادت رکھ دیا جائے جیسا کہ بعض افراد اور بعض مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ ان کی نظر میں دنیا کا ہر کام جس میں ذرا بھی احترام پایا جاتا ہو، ذرا بھی تعظیم پائی جاتی ہو ذرا بھی کسی کے سامنے احسان مندی پائی جاتی ہو اس کا نام عبادت ہو جائے۔ آپ نے کسی کو سلام کیا انھیں یہ بھی برداشت نہیں ہے، آپ کسی کے احترام کے لئے کھڑے ہو گئے یہ بھی برداشت نہیں ہے۔ عبادت اس بندگی اور اس اطاعت کا نام ہے جس کے پیچھے یہ جذبہ پایا جاتا ہو کہ جو ہمارا خالق و مالک ہے۔

❁❁❁

در مدح مولائے کائنات

علی ابن ابی طالبؑ

ڈاکٹر بیکرؔ جعفری اترولوی

گھبرا گیا ہوں یارب اس دل کی بے کلی سے
نفرت سی ہو گئی ہے اب اپنی زندگی سے

فرزانگی کی دولت ملتی ہے بے خودی سے
کچھ کھویا جب بنا ہے انسان آدمی سے

ہے جذبۂ عمل بس رمز حیات ہے کیا
تعبیر کر رہے ہیں سب جس کو زندگی سے

لب پر خموشیوں کے پہرے لگے ہوئے ہیں
درد حیات کہئے کیسے بھلا کسی سے

بدلی فضائے عالم اک مژدۂ دلی سے
جاگ اٹھا ذہن انساں بس خواب بے خودی سے

یہ بوترابؑ ہی ہے کعبہ میں آنے والا
ہم کو پتہ ملا ہے دیوار کی ہنسی سے

کتنی عروج پر ہے اب محنت خلیلی
قبلہ بنا ہے کعبہ پیدائش علیؑ سے

مدح وثنا علیؑ کی خود کر رہا ہے خالق
قرآن دیکھئے تو ذہنوں کی روشنی سے

آقا یہی ہے میرا مولا یہی ہے میرا
سب مشکلیں کہیں گے مشکلشاء علیؑ سے

مقدادؓ ہوں کہ میثمؓ، سلمانؓ ہوں کہ بوذرؓ
پہنچے ہیں سب یہاں تک حیدرؑ کی دوستی سے

اک شہر علم پیکرؔ، اک باب علم پیکرؔ
جانا ہو مصطفیٰؐ تک پہلے ملو علیؑ سے

❁❁❁

تاریخ عقائد و مذاہب اسلامی

ترجمہ: مولانا سید شبیہ الحسن رضوی، بریڈفورڈ

اہل حدیث کے اصول و عقائد

(۱) سلطان جائر کی اطاعت جائز ہے اور اس رژیم کا تختہ الٹنے کے لئے تحریک چلانا حرام ہے۔

(۲) تمام صحابہ عادل ہیں۔

(۳) چاروں خلفائے راشدین کی امامت پر ایمان لازم اور ضروری ہے۔

(۴) قضا و قدر اور جبر الٰہی

(۵) صفات خبری یعنی قرآن واحادیث میں خدا کے بیان شدہ صفات پر بغیر کسی تفسیر کے ایمان رکھنا۔

تیسری صدی ہجری سے ہی اہل حدیث کے عقائد پر کتابیں تالیف کی جانے لگیں جن میں سے بعض کتابوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

۱۔ کتاب "السنہ" تالیف احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ اس کتاب میں اہل حدیث کے اصول و عقائد بیان کئے گئے ہیں اور مولف محترم آغاز ہی میں رقمطراز ہیں:

"جو کچھ میں لکھ رہا ہوں یہ ان اہل علم اصحاب حدیث اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جو پیامبر اکرم کی سنت سے تمسک رکھتے ہیں یہی ان کی شناخت ہے یہ لوگ، جن کی ابتدا اصحاب پیغمبرؐ سے ہوتی ہے آج تک اسی عقیدہ پر باقی ہیں میں نے بہت سے علمائے حجاز و شام کے ساتھ دوسرے شہر کے علماء کو اس عقیدہ پر پایا ہے اب جو شخص بھی ان اصول و عقائد کی مخالفت کرے یا ان کو تنقید کا نشانہ بنائے وہ بدعت گذار، سنت کے راستہ سے منحرف، حق سے جدا اور اسلام سے خارج ہے۔"

۲۔ "العقائد الطحاویہ" تالیف ابوجعفر مصری معروف بہ "طحاوی" متوفی ۳۲۱ھ

اس کتاب کا موضوع اہل سنت کے عقائد ہیں اور اس میں ۱۰۵/اصول بیان کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی وضاحت کردی گئی ہے کہ اس کتاب میں جو عقائد بیان کئے گئے وہ "ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت کوفی"، "ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری" اور "ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی" کے عقائد ہیں۔

یہ عقائد کی بہت ہی مشہور کتاب ہے اور اس وقت مدینہ یونیورسٹی کے کورس میں شامل ہے البتہ فکری اور علمی لحاظ سے "طحاوی"، "احمد بن حنبل" پر مقدم ہیں اس لئے کہ احمد بن حنبل صرف ایک محدث ہیں اور ان کے کام میں تحقیق نظر نہیں آتی اگر اس کتاب کا احمد بن حنبل کی "السنہ" سے موازنہ

کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی۔

۳ ۔ ''الابانہ عن اصول الدیانہ'' تالیف شیخ ابوالحسن متوفی ۳۲۴ھ انہوں نے یہ کتاب اس وقت لکھی جب وہ مذہب اعتزال سے مذہب اہل حدیث کی جانب واپس آئے۔ انہوں نے چالیس سال کی عمر میں مذہب اعتزال کو چھوڑا ہے۔

کتاب ''الابانہ'' ابھی حال ہی میں شایع ہوئی ہے اگر اس کا موازنہ احمد بن حنبل کی کتاب ''السنۃ'' سے کیا جائے تو دونوں میں ذرہ برابر بھی فرق نظر نہ آئے گا ایسا معلوم ہوتا ہے شیخ موصوف نے ''السنۃ'' کی فوٹو کاپی کر کے اس کا نام بدل دیا ہے اور اسے اپنے نام سے شایع کر دیا ہے۔

بہر حال انھوں نے کتاب ''الابانہ عن اصول الدیانہ'' کے دوسرے باب میں معتزلہ اور جہمیہ کے عقائد بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

''اگر کوئی مجھ سے یہ پوچھے کہ تم نے فرقۂ معتزلہ، قدریہ، جہمیہ، حروریہ، رافضہ اور مرجئہ سب کا انکار کر دیا ہے تو پھر اپنا عقیدہ بیان کرو تو ان لوگوں کے جواب میں میں یہ کہتا ہوں کہ میرا عقیدہ اور میرا مذہب کتاب خدا اور سنت رسولؐ سے تمسک اور جو کچھ بھی صحابہ و تابعین اور آئمہ حدیث سے ہم تک پہنچا ہے اور جو کچھ ''ابو عبد اللہ احمد بن حنبل'' نے ہم سے بیان کیا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ امام احمد بن حنبل ایسے پیشوائے فاضل اور رئیس کامل ہیں جن کے ذریعہ سے خداوند عالم نے حق کو واضح کیا اور ضلالت و گمراہی کو رفع دفع کیا اور بدعت کرنے والوں کا قلع قمع کیا۔''

اسکے بعد انہوں نے اہل حدیث کے اکیاون اصول بیان کئے ہیں۔

الابانہ عن اصول الدیانہ، ص/ ۱۷۔۲۹

۴ ۔ ''مقالات الاسلامیین'' شیخ ابوالحسن اشعری نے یہ کتاب ملل ونحل کی شکل میں تالیف کی ہے اور ان کے بعد کے مولفین نے اس کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے اور حقیقت میں ابو منصور بغدادی کی کتاب ''الفرق بین الفرق'' اور شہرستانی کی کتاب ''ملل ونحل'' اسی کتاب کا اقتباس ہے۔ تاریخ ملل کے موضوع پر لکھنے والے قلمکاروں کے لئے یہ کتاب بہت ہی اہم ماخذ شمار ہوتی ہے۔

مولف محترم نے اس کتاب کے پہلے حصہ کے آخر میں اہل حدیث کے عقائد کے عنوان سے ایک فصل قائم کی ہے اگر چہ اس میں اور ''الابانہ'' کے مفاہیم میں بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

۵ ۔ ''التنبیہ والرد'' تالیف ابوالحسن محمد بن احمد مسلطی شافعی متوفی ۳۷۷ھ انہوں نے اس کتاب میں اہل حدیث کے عقائد کی پندرہ اصل بیان کی ہے اور ان تمام اصول کو انہوں نے ''محمد بن عکاشہ'' سے نقل کیا ہے (التنبیہ والرد، ص/ ۱۴، ۱۵) لیکن ''محمد بن عکاشہ'' پر حدیث گڑھنے اور جھوٹ بولنے کا الزام ہے۔

''ابو حاتم رازی'' لکھتے ہیں: ''محمد بن عکاشہ کے بارے میں ''ابوزرعہ'' سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ''میں نے اسے دیکھا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے وہ، محمد بن رافع نیشاپوری کے ساتھ ایک دن ہمارے پاس آیا اور جو پہلی حدیث اس نے بیان کی وہ خدا اور رسول خدا پر بہتان تھا۔'' (الجرح والتعدیل)

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اہل حدیث کے اصول وعقائد بیان کئے گئے ہیں اس موضوع

پر اور بھی کتابیں ہیں جن میں زیادہ تر ''اشاعرہ'' اور ''ماتریدیہ'' فرقہ کے عقائد بیان کئے گئے ہیں جو کہ اس سکہ کا دوسرا رخ ہے۔

میں نے اہل حدیث کے عقائد بیان کرنے سے پہلے ان کتابوں کا تذکرہ کردیا ہے جو کہ اہل حدیث کے عقائد کے عنوان سے شایع کی گئی ہیں ان کتابوں میں خدا کی مجسم تصویر کشی کی گئی ہے سب کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بجائے صرف ابن خزیمہ کی کتاب ''توحید'' عثمان بن سعید دارمی کی کتاب ''النقض'' اور ابن حنبل کی کتاب ''السنہ'' پڑھ لینا کافی ہے ان کتابوں میں زیادہ تر توحید اور ان صفات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کا اخبار واحادیث میں تذکرہ ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ان احادیث میں ''مجسمہ'' کے عقائد بیان کئے جارہے ہوں۔

۶ــ ''البیان القادری'' یہ کتاب خلیفہ عباسی قادر باللہ کی جانب منسوب ہے اس نے ۴۰۸ھ میں تمام فقہائے معتزلہ سے زبردستی اشاعرہ کی حمایت اور اعتزال سے برأت کی تحریر لکھوائی اور پھر یہ کتاب تالیف کی جس میں اہل حدیث کے عقائد خاص طور سے ترتیب کے ساتھ فضائل صحابہ بیان کئے یہ کتاب ہر جمعہ کو بغداد کی مسجد مہدی میں حدیث کے عنوان سے پڑھی جاتی تھی اور لوگ اس کو سنتے تھے۔ (تاریخ بغداد، ج/۴، ص/۳۷)

اب اہل حدیث کے اکیاون اصول ملاحظہ ہوں ان کو ابوالحسن اشعری کی کتاب ''الابانہ'' سے نقل کیا جارہا ہے:

اہل حدیث کے اصول وعقائد

''اشعری'' کی زبانی

۱۔ ہم خدا، ملائکہ، انبیاء و مرسلین ان کی کتابوں اور جو کچھ خدا کی جانب سے نازل ہوا اور پیغمبر اکرمؐ کے معتمد و معتبر راویوں نے نقل کیا ہے ان سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲۔ خدا بالکل اکیلا ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے وہ بہت بڑا اور بے نیاز ہے اس کی نہ بیوی ہے اور نہ بچے۔

۳۔ حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور آپ کو خدا نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ دنیا میں مبعوث کیا ہے۔

۴۔ جنت و جہنم برحق ہے۔

۵۔ قیامت کے آنے میں بالکل کوئی شک نہیں ہے اور خدا مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا۔

۶۔ خداوند عالم عرش پر قائم ہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ طٰہٰ/۵

۷۔ خدا کا چہرہ ہے لیکن اس کی کیفیت کیا ہے ہمیں معلوم نہیں چنانچہ خدا خود فرماتا ہے:

﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ رحمٰن/۲۷

''اور صرف تیرے رب کا چہرہ جو کہ عظمت اور عزت والا ہے باقی رہ جائے گا۔''

۸۔ خدا کے دو ہاتھ ہیں لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ خدا خود فرماتا ہے: ﴿خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ ص/۷۵

''میں نے (آدم کو) اپنے دونوں ہاتھوں

سے پیدا کیا۔"

اور خدا فرماتا ہے: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ مائدہ/۶۴

"بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔"

۹۔ خدا کی آنکھیں ہے لیکن ہمیں اس کی کیفیت نہیں معلوم چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا﴾ قمر/۱۴

"کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔"

۱۰۔ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ خدا کے نام غیر خدا ہیں وہ گمراہ ہے (اسم اور مسمیٰ) دونوں ایک ہیں۔

۱۱۔ خدا عالم ہے اور اس کا علم اس کی ذات سے علیحدہ ہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾ نساء/۱۶۶

"جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کو اپنے علم سے نازل کیا ہے۔" اور خدا یہ بھی فرماتا ہے: ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ﴾ فاطر/۱۱

"کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور بچہ نہیں پیدا کرتی مگر اس کے علم سے۔"

۱۲۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق خدا کے کان بھی ہیں اور آنکھ بھی ہم ان کا بالکل اس طرح سے انکار نہیں کرتے جس طرح کہ معتزلہ، جہمیہ اور خوارج اس کا انکار کرتے ہیں۔

۱۳۔ ہمارے مطابق خدا قوت و طاقت ہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾ فصلت/۱۵

"کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس خدا نے ان لوگوں کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے۔"

۱۴۔ ہم کہتے ہیں کہ کلام خدا بھی مخلوق نہیں ہے اور خدا نے کچھ پیدا نہیں کیا مگر یہ کہ اس نے کہا: "کن" اور فوراً وہ چیز وجود میں آ گئی "فیکون" اور خدا خود بھی یہی فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ نحل/۴۰

"جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف ہمارا یہ کہہ دینا ہوتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔"

۱۵۔ روئے زمین پر کوئی چیز بھی اچھی یا بری اور خیر یا شر نہیں ہے مگر یہ کہ خدا اسے اسی طرح چاہے ہو اور جو چیز بھی خدا کے ارادہ سے دنیا میں پیدا ہوئی ہو اس کے مقابلہ میں کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ خدا خود اس سے پہلے کوئی کام انجام دے۔

۱۶۔ ہم خدا سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس کے دائرہ علم سے باہر جا سکتے ہیں۔

۱۷۔ خدا کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے جس طرح خدا بندوں کا خالق ہے اسی طرح خدا ہی بندوں کے اعمال کا بھی خالق ہے۔ اسی لئے خدا خود فرماتا ہے: ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ صافات/۹۶

"خدا نے ہی تم کو پیدا کیا اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اس کو بھی خدا ہی نے پیدا کیا ہے۔"

خدا کے بندوں میں کسی چیز کے پیدا کرنے کی طاقت ہی نہیں ہے کیونکہ وہ مخلوق ہیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ﴾ فاطر/۳

"کیا خدا کے علاوہ کوئی اور بھی خالق ہے؟"

۱۸۔ خداوند عالم نے مومنوں کو اطاعت کی توفیق دی، اپنے لطف میں ان کو شامل کیا اوران کی ہدایت کی اور خدا ہی نے کافروں کو گمراہ کیا، ان کو اپنی ہدایت سے محروم کر دیا اور ان کو ایمان کی نعمت عطا نہیں کی اگر وہی لطف وکرم خدا کافروں پر کرتا جو اس نے مومنوں پر کیا تھا تو وہ نیک ہوتے اور اگر ان کی ہدایت کرتا تو وہ ہدایت یافتہ بھی ہوجاتے۔ اس کی جانب خدا نے یہ ارشاد فرمایا ہے: ﴿مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَنْ يُضْلِلْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ اعراف/۱۷۸

"جس کی اللہ ہدایت کرتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہی ہوتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے وہ گھاٹے میں رہتا ہے۔"

خدا کافروں کی اصلاح کرنے کے ساتھ ہی انہیں ایمان عطا کرسکتا تھا اگر خدا ایسا کرتا تو وہ مومن ہوجاتے لیکن خدا نے چاہا کہ وہ کافر ہوجائیں لیکن خدا نے جان بوجھ کر ان کی مدد نہیں کی اور ان کے دلوں پر مہر لگادی تا کہ ان کے دلوں میں نور ہدایت داخل ہی نہ ہونے پائے۔

۱۹۔ خیر وشر اور قضا وقدر سب خدا کے اختیار میں ہے، ہم قضا وقدر، خیر وشر اور تلخ وشیریں سب پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہمیں نہیں ملا ہے وہ ہمارے مقدر میں نہیں تھا اور جو کچھ بھی ہمیں ملا ہے وہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ہمارے علاوہ کسی اور کو ملے بندگان خدا اپنی خواہش کے مطابق اپنے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ اعراف/ ۱۸۸

"آپ کہہ دیجئے میں خود اپنی ذات کے لئے نہ تو کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نقصان کا مگر جتنا اللہ چاہتا ہے۔"

ہم ہر حال میں خدا سے پناہ مانگتے ہیں چاہے وہ ہمیں عطا کرے یا نہ کرے اور اپنے اس عقیدہ میں ثابت قدم ہیں۔

۲۰۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم خدا کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے۔

۲۱۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا کی آخرت میں زیارت ہوگی اور خدا کو لوگ بالکل اسی طرح دیکھیں گے جس طرح چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ جس طرح حضرت رسول خداؐ کی احادیث میں بیان کیا گیا ہے مومنین خدا کی زیارت سے شرفیاب ہوں گے اور کافروں کے لئے خدا کی زیارت ممنوع ہے اور مومنین کو یہ زیارت جنت میں نصیب ہوگی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾ مطففین/ ۱۵

"ہرگز نہیں یہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔"

جب حضرت موسیٰؑ نے خدا سے درخواست کی کہ اس دنیا میں اس کا جلوہ دیکھیں گے تو خدا نے کوہ طور پر ایسی تجلی دکھلائی کہ پہاڑ ہی ویران ہوگیا اس طرح خدا نے حضرت موسیٰؑ کو یہ سمجھا دیا کہ دنیا میں خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

۲۲۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی اہل قبلہ اگر چوری یا شراب خواری جیسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتو اس کی تکفیر نہیں کرتے جبکہ ہمارے برخلاف خوارج

گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے کو کافر جانتے ہیں۔

۲۳۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق اسلام ایمان سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ہر مومن مسلمان ہے لیکن ہر مسلمان مومن نہیں ہے۔

۲۴۔ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تمام بندوں کا دل خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اور خدا اسی لئے بندوں کے دلوں کو الٹتا پلٹتا ہے اور دگرگوں کرتا ہے اور آسمانوں اور زمین کو اپنی ایک انگلی پر خدا اٹھائے ہوئے ہے جیسا کہ حضرت رسالتمآبؐ کی حدیث میں وارد ہوا ہے لیکن خدا کی انگلیوں کی کیفیت کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

۲۵۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی وحدانیت خدا پر ایمان رکھنے والا کسی بھی مومن کو جنتی یا جہنمی نہیں قرار دے سکتا سوائے اس کے کہ اس کے جنتی ہونے کی خود سرکار دو عالمؐ نے گواہی دی ہو اس کے ساتھ ہی ہم گنہگاروں کے لئے جنت کے امیدوار ہیں حالانکہ ان کے لئے عذاب جہنم سے خوف زدہ بھی ہیں۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق خدا کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جلائے گا پھر حضرت ختمی مرتبتؐ کی شفاعت پر ان کو معاف کردے گا اور ہمارے اس عقیدہ کی بنیاد سید عالمؐ کی احادیث مبارکہ ہیں۔

۲۶۔ ہم عذاب قبر اور حوض پر ایمان رکھتے ہیں ہمارے عقیدہ کے مطابق میزان، صراط اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور قیامت میں خدا بندوں کا حساب کرے گا اور مومنین کو جزا دے گا۔

۲۷۔ انسان کے رفتار و گفتار اور کردار سے اس کے ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں، ہم ان روایات صحیحہ کو قبول کرتے ہیں جن کو رسالتمآبؐ کے موثق صحابہ نے نقل کیا ہے۔

۲۸۔ جن کو حضور سرور کائنات کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا ہے ان صحابہ سے اسی طرح سے دل سے محبت کرتے ہیں جس طرح خدا نے ان کی تعریف کی ہے۔

۲۹۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت سرور کائناتؐ کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں خدا نے ان کے ذریعہ اسلام کو عزت بخشی ان کو مرتدین پر فتح حاصل ہوئی اور مسلمانوں نے ان کو اپنا امام اور خلیفہ چنا اور ہمارے عقیدہ کے مطابق رسول خداؐ نے ان کو نماز کی امامت کے لئے مقدم کیا اس لئے سب نے ان کو خلیفہ چن لیا ان کے بعد عمر بن خطاب خلیفہ ہیں اور ان کے بعد تیسرے خلیفہ عثمان بن عفان ہیں اور جن لوگوں نے ان کو قتل کیا انہوں نے خلیفہ سوم پر ظلم و زیادتی کی۔ ان کے بعد چوتھے خلیفہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں یہ چاروں پیغمبر اکرمؐ کے خلیفہ و جانشین ہیں اور ان کا وہی مرتبہ ہے جو مسند نبوت کے جانشین کا ہے اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ دس صحابۂ کرام جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے جن کے جنتی ہونے کی رسالتمآبؐ نے خوش خبری دی تھی وہ سب جنتی ہیں اس کے علاوہ تمام صحابۂ کرام سے ہم محبت کرتے ہیں اور صحابۂ کرام کے درمیان جو آپس میں اختلافات ہو گئے تھے ان اختلافات کو اپنی زبان پر نہیں لاتے اور چاروں خلفاء کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ

ہدایت یافتہ ہیں اور ان کی فضیلت کو کوئی پہنچ نہیں سکتا ہے۔

۳۰۔ وہ تمام احادیث وروایات جو یہ کہتی ہیں کہ خداوند عالم پہلے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے، ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ خدا نزول فرمانے کے بعد فرماتا ہے: ''ہے کوئی سوال کرنے والا یا کوئی استغفار کرنے والا؟'' اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس سلسلہ میں راویوں نے نقل کیا ہے سب کی تصدیق کرتے ہیں۔

۳۱۔ ہم اختلافی مسائل میں، کتاب اللہ، سنت رسولؐ اور اجماع امت کی جانب رجوع کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں پر اعتماد کرتے ہیں اور خدا نے جس چیز کی اجازت نہیں دی اس کو دین خدا میں بالکل داخل نہیں ہونے دیتے اور نہ ہی کسی قسم کی بدعت ایجاد کرتے ہیں اور جس چیز کو نہیں جانتے اس کو خدا کی جانب منسوب نہیں کرتے۔

۳۲۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ خداوند عالم روز قیامت آسمان سے اترے گا جب کہ وہ فرماتا ہے:

﴿وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا﴾ فجر/۲۲

''تمہارا رب خود آجائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر اس کے ساتھ آجائیں گے۔''

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خداوند عالم جتنا چاہے بندوں سے نزدیک ہے کیونکہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ ق/۱۶

''اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔''

اور خدا یہ بھی فرماتا ہے: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ نجم/۸۔۹

''پھر وہ نزدیک ہوا اور اتر آیا پھر دو کمانوں کی مقدار کا بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔''

۳۳۔ نماز جمعہ اور عید کی نمازوں کے ساتھ دوسری نمازیں ہمارے مذہبی دستور کا حصہ ہیں اور ہر نیک اور فاسق وفاجر کی امامت میں نماز ادا کرنے کا ہمارا مذہب ہمیں حکم دیتا ہے کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عمر، حجاج بن یوسف کی امامت میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔

۳۴۔ سفر اور حضر میں جوتے اور موزے پر مسح جائز ہے۔

۳۵۔ ہمارے اوپر لازم ہے خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کی مغفرت اور ان کی نجات کے لئے دعا کریں اور ان کی پیشوائی پر ایمان رکھیں اور اگر خلفائے اسلام میں سے کوئی منحرف ہو جائے تو اس کے خلاف شورش کرنے والا اور تحریک چلانے والا گمراہ ہوگا خلفاء کے خلاف بغاوت کو سختی سے مسترد کرتے ہیں اور خلیفہ اسلام کے خلاف جنگ وجدل کے بجائے خاموشی کو ضروری جانتے ہیں۔

۳۶۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک دن دجال خروج کرے گا جو کہ رسول اکرمؐ کی احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔

۳۷۔ عذاب قبر کے ساتھ ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ منکر ونکیر قبر میں مردوں سے سوال کریں گے۔

۳۸۔ ہم حدیث معراج پر ایمان رکھتے ہیں۔

۳۹۔ ہم بہت سے خوابوں کو صحیح سمجھتے ہیں ہماری نظر میں ایسے خوابوں کی تعبیریں بھی ہیں۔

۴۰۔ مردوں کی جانب سے کارِ خیر اور صدقہ دینا اور ان کی مغفرت کی دعا کرنے کو ہم صحیح جانتے ہیں اور ہمارے عقیدہ کے مطابق ان نیکیوں سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

۴۱۔ جادو اور سحر ایک حقیقت ہے اور اس دنیا میں جادو ٹونے کے اثرات کو ہم مانتے ہیں۔

۴۲۔ ہمارا یہ بھی عقید ہے کہ جو بھی اہل قبلہ انتقال کر جائے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے چاہے وہ نیک ہو یا بدکار اور اس کے ساتھ ہی میراث کے قوانین اسلامی پر بھی ہمارا ایمان ہے۔

۴۳۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت و جہنم تخلیق کی جا چکی ہیں۔

۴۴۔ ہم کہتے ہیں کہ جس کا بھی انتقال ہوا یا وہ قتل کر دیا گیا اس کی موت کا وقت معین آچکا تھا۔

۴۵۔ خداوند عالم اپنے بندوں کو روزی پہنچاتا ہے چاہے حلال ہو یا حرام۔

۴۶۔ فرقہ معتزلہ اور جہمیہ کے برخلاف ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان انسان کے دل میں شک پیدا کر کے وسوسہ کرتا ہے اور انسان کو نقصان پہنچاتا ہے جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ بقرہ/۲۷۵

''سودخور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔''

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ ناس/۴۔۶

''شیطان وسواس کے شر سے جو نام خدا لے کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے خواہ وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے ہو پناہ مانگتا ہوں۔''

۴۷۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق خدا اپنے نیک بندوں پر جو آیتیں ظاہر کرے گا انہیں کے مطابق انہیں جزا دے گا۔

۴۸۔ مشرکین کے جو نابالغ بچے مر گئے ہیں ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سرائے میں خداوند عالم آگ روشن کرے گا اور ان سے کہے گا کہ اس میں کود جاؤ حکم خدا پاتے ہی جو اس میں کود پڑے گا آگ اس کے لئے ٹھنڈی ہو جائے گی اور جو پس و پیش کرے اس کو سزا دی جائے گی۔

۴۹۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق خدا یہ جانتا ہے کہ اس کا بندہ کیا کام کرتا ہے اور کہاں جاتا ہے جو کچھ ہو چکا ہے خدا اسے بھی جانتا ہے اور جو ہو رہا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ بھی واقع ہونے والا ہے اس کو تمام حالات کے ساتھ خدا جانتا ہے کہ کہاں کب اور کیسے ہوگا۔

۵۰۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق راہنماؤں کی اطاعت کرنی چاہئے اور ہمیں مسلمانوں کی بھلائی کرنی چاہئے۔

۵۱۔ ہمارے اوپر لازم ہے کہ بدعت گزار اور ہوا و ہوس کے بندوں سے الگ رہیں۔

ان تمام چیزوں پر ہمارا عقیدہ ہے اور ان پر ہم اپنے دلائل دیں گے اور جو کچھ ہم نے یہاں پر بیان نہیں کیا ہے اس کو بھی بیان کریں گے۔ (الابانہ فی اصول الدیانہ ابوالحسن اشعری، ص/۱۸۔۲۹) ❁❁❁

تسبیح فاطمہؑ

مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی نوحری

تسبیح کے لفظی معنی ہیں سبحان اللہ کہنا، خدا کو پاکی سے یاد کرنا، خلوص دل سے ذکر خدا کرنا، اسی مفہوم کو میر انیس نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے:

تسبیح کہیں تھی، کہیں سمرے، کہیں زاری
تھا صوت حسن سے کوئی قرآن کا قاری

اصطلاح میں تسبیح اسے کہتے ہیں کہ ایک ڈورے میں گندھے ہوئے سو (۱۰۰) دانے جن پر مسلمان لوگ اپنے وظیفے کی تعداد کا شمار کرتے ہیں۔ اس دور میں تسبیح کا ہاتھ میں رکھنا ایک مسلمان کا شعار بن گیا ہے۔

قرآن کریم میں یہ لفظ مختلف انداز سے ۸۸ مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ الحدید، الحشر اور الصف میں ارشاد ہوا: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

محو تسبیح پروردگار ہے ہر وہ چیز جو زمین و آسمان میں ہے اور پروردگار صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی۔

سورۂ اسراء میں فرمایا: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں رہتے ہیں سب اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور کوئی شی ایسی نہیں ہے جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو یہ اور بات ہے کہ تم ان کی تسبیح کو سمجھنے سے قاصر ہو پروردگار بہت برداشت کرنے والا اور درگذر کرنے والا ہے۔''

سورۂ رعد میں فرمایا: ﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ﴾

''اور بادل کی گرج اس کے حمد کی تسبیح کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے حمد و ثنا کرتے ہیں۔''

سورۂ نور میں فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ﴾

''کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ کے لئے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اور فضا کے صف بستہ طائر سب تسبیح کر رہے ہیں اور سب اپنی اپنی نماز اور تسبیح سے باخبر ہیں اور اللہ بھی ان کے اعمال سے

بخوبی واقف ہے۔''

ذکر رکوع سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اور ذکر سجدہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ بھی تسبیح ہے اور نماز کی تیسری اور چوتھی رکعات میں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ سورۃ الحمد کی جگہ تسبیحات اربعہ بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنا بھی تسبیح کہلاتا ہے۔

ہمارے یہاں جو تسبیح کا مفہوم ہے اور معمولات میں شامل ہے وہ یہ کہ نماز کو ختم کرنے کے بعد تعقیب نماز کے طور پر تسبیح زہراؑ پڑھی جائے یعنی ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَر، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا جائے۔

اسی لئے روایات میں آیا ہے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

''ما عبد اللّٰہ بشیء من التحمید افضل من تسبیح فاطمة ولو کان شیءٌ افضل منہ لنحلہ رسول اللّٰہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فاطمة (علیہا السلام)۔''

(وسائل الشیعہ، ج/۴، ص/۱۰۳۴)

''اللہ کی عبادت کسی ایسی حمد وثنا سے نہیں کی گئی جو تسبیح فاطمہؑ سے افضل ہو اور اگر کوئی شی اس تسبیح سے افضل ہوتی تو یقیناً رسول اکرمؐ اسے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو بطور تحفہ عطا کرتے۔''

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

''من یسبح تسبیح فاطمة الزهرا علیها السلام قبل ان یثنی رجلیه من صلاة الفریضة غفر الله له ولیبدا بالتکبیر''

(تہذیب الاحکام شیخ طوسی، ج/۲، ص/۱۰۵)

''جو شخص بھی نماز واجب کے بعد تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھے قبل اس کے کہ وہ اپنے دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں کے اوپر سے اٹھائے اللہ تعالیٰ اس شخص کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور یہ کہ اس تسبیح کا آغاز اللہ اکبر سے کیا جائے۔''

نیز امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے:

''تسبیح فاطمة الزهرا فی کل یوم دبر کل صلاة احب الی من صلاة الف رکعة فی کل یوم'' (فروع کافی، کتاب الصلاۃ، ج/۱۵، ص/۳۴۳)

''روزانہ ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ زہراؑ کو اپنا معمول بنانا میرے نزدیک ہر روز ہزار رکعت مستحب نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔''

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں تسبیح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بارے میں ج/۲، ص/۱۰۴ و ۲۸۱ میں فرماتے ہیں:

''حدثنی محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن الحکم سمعت ابن ابی لیلیٰ قال حدثنا علی ان فاطمة علیها السلام شکت ما تلقیٰ من اثر الرحا...... الخ''

''ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؑ نے چکی چلانے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں پر جو نشانات پڑ گئے تھے ان کی مجھ سے شکایت کی، نبی اکرمؐ کے پاس قیدیوں کو لایا گیا تھا، جناب سیدہؑ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں انہیں موجود نہ پا کر اپنا مدعا حضرت عائشہ سے بیان کر دیا، نبی

اکرمؐ کی تشریف آوری پر حضرت عائشہ نے حضرت فاطمہؑ کی تشریف آوری کے مقصد سے آگاہ کیا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر آنحضرتؐ خود ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم اپنی خواب گاہ میں تھے میں نے اٹھنا چاہا تو آنحضرتؐ نے منع فرمادیا اور فرمایا تم دونوں اپنی جگہ پر رہو پھر وہ ہمارے درمیان آکر بیٹھ گئے کہ میں نے ان کے پیروں کی ٹھنڈک کو اپنے سینے پر محسوس کیا اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر نہ بتلا دوں تم نے جس کا سوال کیا ہے جب تم سونے کا ارادہ کرو تو ۳۴ بار اَللّٰهُ اَکْبَر، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اور ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ لیا کرو یہ تمہارے لئے کسی بھی خدمت گزار سے بہتر ہے۔"

دوسری روایت میں ہے کہ جناب سیدہؑ نے کسی خادم کا مطالبہ کیا تو آنحضرتؐ نے انہیں اس تسبیح کی تعلیم دی اور فرمایا کہ یہ تسبیح تم دونوں کے لئے تمہارے مطالبے سے کہیں بہتر ہے۔

رئیس المحدثین شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بادشاہان عجم میں سے کسی نے غلاموں کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ روانہ کیا تھا میں نے حضرت سیدہؑ سے کہا کہ آنحضرت کی خدمت میں جاکر کسی خادم کا مطالبہ کریں کہ جو ان کے کاموں میں مددگار بن جائے فاطمہؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں تشریف لائیں اور ان سے درخواست کی تو رسول خداؐ نے فرمایا: "یا فاطمة اعطیک ما هو خیر لک من خادم و من الدنیا و مافیها تکبرین الله بعد کل صلاة اربعا وثلاثین تکبیرة وتحمدین الله ثلاثاً وثلاثین تحمیدة وتسبحین الله ثلاثاً وثلاثین تسبیحةً ثم تختمین ذلک بلا اله الا الله وذلک خیر لک من الذی اردت ومن الدنیا ومافیها فلزمت صلوات الله علیها هذا التسبیح بعد کل صلاة ونسب الیها" (بحار الانوار، ج/۸۵، ص/۳۳۶، ح/۳۵)

"اے فاطمہؑ میں تم کو وہ چیز عطا کروں گا جو تمہارے لئے کسی بھی خدمت گزار سے بہتر ہوگی دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہوگی تم ہر نماز کے بعد ۳۴ بار اَللّٰهُ اَکْبَر، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اور ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو اور آخر میں لا اله الا الله کہہ کر اس ورد کو ختم کرو یہ عمل تمہارے لئے تم نے جس امر کا مطالبہ کیا ہے اس سے بہتر نیز دنیا اور دنیا کے تمام لوازمات سے بہتر ہے لہٰذا جناب سیدہؑ نے ہر نماز کے بعد اس تسبیح کو لازم قرار دے دیا اور یہ تسبیح انہی کے نام سے منسوب ہوگئی۔"

نام ہے تسبیح زہراؑ کام تسبیح خدا
ذکر تیرا ذکر حق اللہ اکبر فاطمہ

(مصطفیٰ جوہر)

تسبیح کی جو تعداد بتلائی گئی ہے اور جو ترتیب سکھلائی گئی ہے اسی کے مطابق تسبیح کو پڑھنا چاہئے اپنی جانب سے کمی بیشی روا نہیں ہے فاضل شوستری فتح اللہ محمد رضا حسینی مرعشی کتاب "وفق المراد فی علم الاوفاق والاعداد" کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ عدد کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے ایسا تالاب ہو جس میں غسل ارتماسی کیا جائے اگر پانی زیادہ گہرا ہوگا انسان اس میں ڈوب جائے گا اور اگر پانی کم ہوگا تو غوطہ لگانا ممکن

نہیں ہوگا کہا گیا ہے:

''الاعداد ارواح والحروف اشباح والعدد کاسنان المفتاح اذا نقصت او زادت لایفتح الباب والزیادة علی المطلوب اسراف والنقص منه اخلال''

''اعداد کی مثال ارواح جیسی ہے اور حروف خیالی تصویریں ہیں اور عدد چابی کے دندانے کی طرح ہوتے ہیں اگر دندانے کم ہوں یا زیادہ ہوں تو دروازہ نہیں کھلے گا اور مطلوب ومقصود سے بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہے اور کمی کرنا خلل واقع کرنا ہے۔''

ہمیں چاہئے کہ ہم تسبیح فاطمہ زہراؑ سے کسی لمحے غافل نہ ہوں اسے حرز جان بنائے رکھیں اور پابندی کے ساتھ اسے پڑھتے رہیں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یاابا هارون انا نامر صبیاننا بتسبیح فاطمة کما نامر هم بالصلاة فالزمه فانه لم یلزمه عبد فشقی''

(فروع کافی ص/۳۴۳)

''اے ابوہارون ہم اپنی اولاد کو حکم دیتے ہیں کہ وہ تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھا کریں جس طرح ہم انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں تم اسے اپنے لئے لازم قرار دو اس لئے کہ جس بندۂ خدا نے اسے لازم نہیں گردانا وہ بدبختی سے دوچار ہوگیا۔''

جو خاص ہیں وہ شریک گروہ عام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

⊛⊛⊛

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

اے علی! آٹھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ان کی اہانت کی جائے تو دوسروں کے بجائے خود اپنی سرزنش کریں اس لئے کہ وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں:

- جو کسی دسترخوان پر بغیر بلائے حاضر ہو
- جو شخص صاحب خانہ پر اپنا حکم چلائے
- جو دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھے
- جو پست اور کمینے افراد سے عطا و بخشش چاہے
- جو لوگوں کی رازدارانہ گفتگو میں بے جا مداخلت کرے جب کہ وہ اس کی مداخلت نہ چاہتے ہوں
- جو (عادل) حاکم کو حقیر سمجھے
- جو ایسی بزم میں جائے جس کا اہل نہ ہو
- جو ایسے شخص سے کلام کرے جو اس کی بات ہی نہ سن رہا ہو

امام محمد تقی علیہ السلام

جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف رخ کرتا ہے اللہ اس کو اسی شخص کے حوالے کر دیتا ہے۔

(کشف الغمہ، ۳/ ۱۵۸)

تحقیق: پروفیسر مہدی محقق تہران یونیورسٹی

حضرت علی بن ابی طالبؑ

کے بعض نام، کنیت اور لقب

ترجمہ

<u>ڈاکٹر سید حسن عباس ہندو یونیورسٹی، وارانسی</u>

۱۔علی:

ایزد عطاش داد محمد را

نامش علی شناس ولقب کوثر

جب حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی تو آپ کے پدر بزرگوار موجود نہیں تھے۔آپ کی والدۂ ماجدہ نے آپ کا نام اپنے والد کے نام پر، اسد، یعنی شیر رکھا۔(۱) جب حضرت ابوطالبؑ تشریف لائے تو انہیں یہ نام پسند نہیں آیا اور انہوں نے آپ کا نام علیؑ رکھا اور حضرت علیؑ نے خیبر میں جو رجز خوانی کی تھی اس میں اپنی والدۂ گرامی کے رکھے نام کا ذکر کیا ہے:''انا الذی سمتنی امی حیدرہ''میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا اور 'حیدر' شیر کو کہتے ہیں۔(۲)

علیؑ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف اقوال پیش کئے گئے ہیں جن میں کچھ یہ ہیں یہ نام اس لئے مناسب ہے کہ:

- آپ نے جس سے بھی جنگ کی ہے اس سے ہر لحاظ سے بلند وبرتر تھے۔
- آپ کا گھر بہشت میں پیغمبروں کے گھروں کے مقابل ہے اور کسی پیغمبر کا گھر آپ کے گھر سے زیادہ بلند نہیں ہے۔
- آپ نے پیغمبر اکرم کی پشت مبارک پر سوار ہوکر خانۂ کعبہ سے بتوں کی صفائی کی اور پیغمبرؐ کی پشت مبارک تک کسی کے قدم نہیں پہنچے ہیں۔
- آپ کا عقد سب سے اونچے آسمان پر ہوا اور مردوں میں سے کسی کا عقد ایسے مقام پر نہیں ہوا۔
- پیغمبر خداؐ کے بعد آپ کا علم سب سے زیادہ ہے۔(۳)

علامہ مجلسی کا بیان ہے:''لان لہ علواً فی کل شیء: علی النسب، علی الاسلام، علی العلم، علی الزھد، علی السخا، علی الجھاد، علی الاھل، علی الولد، علی الصبر''(۴) آپ ہر چیز میں دوسروں سے برتر ہیں: نسبت میں، اسلام میں، علم ودانش میں، زہد وتقویٰ وپارسائی میں، سخاوت میں، جہاد میں، خاندان میں، اولاد میں اور دامادی میں۔

هذا علی علی فی محاسنه
کانما حسبه ان یبلغ الاملا
وکم اقول وقد ابصرت طلعته
هذا الذی فی طراز الله قدعملا
(۵)

علیؑ کا نام کچھ ایسا مبارک اور فرخندہ نام تھا جو خود آپ کے زمانے میں رائج اور عام ہوگیا تھا چنانچہ جب عبداللہ بن عباس نے آپ سے اپنے نوازدیئے بچے کا نام رکھنے کے لئے کہا تو آپ نے اس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن رکھی۔(۶)

علی بن ظافر ازدی نے ان لوگوں کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی ہے جن کا نام علیؑ تھا اور اس کا آغاز علی بن ابی طالبؑ سے کیا ہے۔ (۷) متنبی نے سیف الدولہ کے لئے لفظ مبارک الاسم، اس لئے استعمال کیا تھا کیونکہ اس کا نام علی تھا۔(۸)

دیلمی نے کتاب 'بشارۃ المصطفیٰ' کے حوالے سے یوں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے آپ کی ولادت کے وقت کہا تھا کہ میں بیت الحرام میں داخل ہوئی بہشت کے پھل اور غذائیں کھائیں۔ جب میں نے باہر آنا چاہا تو ہاتف غیبی کی آواز میرے کان میں آئی جو کہتا ہے:

''اے فاطمہؑ! اس کا نام علیؑ رکھنا۔ خدائے اعلیٰ کہتا ہے کہ میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور اسے اپنے ادب سے مزین کیا ہے اور اپنے علم کے مسائل سے اسے آگاہ کیا ہے۔ وہی ہے جو میرے گھر سے بتوں کی صفائی کرے گا اور میرے گھر کی چھت پر اذان کہے گا اور میری تقدیس وتمجید کرتا ہے۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو اسے دوست رکھتے ہیں اور ان پر وائے ہو جو اسے دشمن سمجھیں اور اس کی نافرمانی کریں۔''(۹)

خداوند عالم کے نام سے آپ کے نام کا اشتقاق آیۂ شریفہ ﴿وھو العلی العظیم﴾ (۱۰) کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ابوتراب، بوتراب:

انا و جمیع من فوق التراب
فداء تراب نعل ابی تراب

مشہور ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد کی طرف گئے اور زمین پر لیٹ گئے۔ رسول خداؐ آپ کو تلاش کرتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ لیکن آپ وہاں موجود نہیں تھے۔ پھر مسجد تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت علیؑ زمین پر لیٹے ہیں۔ آپ نے حضرت کی پشت مبارک سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: اٹھو! اے ابوتراب، اس کے بعد جب بھی آپ کو اس نام (ابوتراب) سے پکارا گیا آپ بے حد خوش ہوتے۔ آپ کو یہ نام، دیگر ناموں میں سب سے زیادہ پسند تھا۔(۱۱) اسی مناسبت سے شیعیان حضرت علیؑ کا ایک نام، ترابی ہے۔(۱۲)

ابن عباس کا کہنا ہے کہ میں نے سنا کہ رسول خداؐ فرماتے تھے، روز قیامت جب کافر دیکھے گا کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے شیعیان علیؑ کے لئے کیا ثواب اور تقرب واکرام مہیا کیا ہے تو کہے گا: ''یالیتنی کنت ترابیا'' اے کاش! میں ترابی

ہوتا اور یہ خدائے عزوجل کے اس قول " ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا" (۱۳) کی تائید ہے۔

ابن عباس سے سوال کیا گیا کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ابوتراب کیوں کہا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس لئے کہ وہ (حضرت علیؑ) زمین کے مالک اور رسول خداؐ کے بعد زمین پر حجت خدا ہیں اور زمین کی بقاو سکون ان کی وجہ سے ہے۔ (۱۴) متاخرین میں سید محمد صدر کا خیال ہے کہ آپ کی کنیت 'ابوتراب' آپ کی بے پناہ عبادت اور نماز کی طرف اشارہ کرتی ہے اس لئے کہ مسلمان، زمین پر سجدہ ریز ہوتے تھے اور آپ کی پیشانی کثرت سجدہ سے خاک آلود ہوگئی تھی لہٰذا پیغمبرؐ کا یہ قول: "قم یا ابوتراب" ٹھیک اسی طرح ہے جیسے کہا جائے "قم یا کثیر العبادة" اٹھو! اے کثرت سے سجدہ اور عبادت کرنے والے۔ (۱۵)

۳۔ابوالحسن، ابو الحسین:

امیدوار به احسان کردگار بزرگ
پس از شفاعت احمد به حب بلحسنم

یہ آپ کی حقیقی کنیت ہے۔ آپ سے روایت ہے کہ حسنؑ وحسینؑ پیغمبر اکرمؐ کی حیات طیبہ میں انہیں 'پدر' کہتے تھے اور امام حسنؑ حضرت علیؑ کو 'ابوالحسین' اور امام حسینؑ انہیں 'ابوالحسن' پکارتے تھے۔ یہ دونوں کنیت شعراء وادباء کے درمیان معمول ومتداول رہی ہے۔ عباس بن عبدالمطلب نے اس وقت جب (حضرت) ابوبکر کی بیعت کی گئی تھی، مدح حضرت علیؑ میں یہ شعر کہا تھا:

ما کنت احسب ان الامر منحرف
عن هاشم ثم عنها عن ابی حسن
(۱۶)

ابوالاسود دوئلی نے آپ کا (حضرت علیؑ کا) جو مرثیہ کہا ہے اس میں کہتا ہے:

اذا استقبلت وجه أبی حسین
رأیت البدر فوق الناظرینا
(۱۷)

اور کبھی خطابوں اور خطبوں میں 'ابوالحسنین' کا اطلاق آپ پر کیا گیا ہے۔ (۱۸)

٤۔ابوریحانتین:

حسین و حسن راشناسم حقیقت
به دو جهان گل ویاسمین محمد
چنین یاسمین وگل اندر دوعالم
کجارست جز در زمین محمد

یہ کنیت 'ابوالحسنین' کی ایک دوسری صورت ہے اور روایت ہے کہ رسول خداؐ نے اپنی رحلت سے تین دن قبل حضرت علیؑ کو مخاطب کرکے فرمایا: "سلام علیک ابا الریحانتین اوصیک بریحانتی من الدنیا" سلام ہو دوریحانوں کے پدر پر میں دنیا میں آپ سے ان دوریحانوں کی سفارش کرتا ہوں۔ (۱۹)

۵۔ابوزینب:

حسن بصری نے بنی امیہ کے عہد میں حضرت امیرالمومنینؑ کو 'ابوزینب' کے لقب سے یاد کیا تھا۔ (۲۰)

۶۔امیر المومنین:

قیمت هر کس به قدر علم اوست
هم چنین: گفتست امیر المومنین
(۲۱)

امیر المومنین یعنی مومنین کا سردار۔ یہ لقب آپ کے مشہور ترین القاب میں سے ہے۔ سلیم بن قیس کہتا ہے: پیغمبر خداؐ نے چالیس عرب اور چالیس غیر عرب افراد کو جمع کیا اور انہوں نے حضرت علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔ پھر آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ علیؑ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وارث اور امت کے درمیان میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے لئے میرا وصی وولی ہے۔ اس کی باتیں سنو اور ان پر عمل کرو۔ (۲۲) سید رضیؒ نے اپنی کتاب کا ایک باب ہی اس موضوع پر کہ رسول خداؐ کے زمانے میں علیؑ کو امیر المومنین کہا جاتا تھا، مختص کیا ہے۔ انہوں نے بریدۂ اسلمی سے ایک حدیث بھی نقل کی ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔ (حضرت) عمر بن خطاب نے حضرت رسول سے سوال کیا کہ اے پیغمبر خدا یہ (حکم) خدا کی طرف سے ہے یا اس کے رسول کی طرف سے؟ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ خدا اور اس کے رسول دونوں کی طرف سے۔ (۲۳)

محمد بن جریر طبری صاحب تاریخ طبری نے اس حدیث میں جو سلمان فارسی پر منتہی ہوتی ہے لکھا ہے کہ امت میں سے سلمان فارسی کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے گروہ مسلمانان! تم کو خدا اور رسول خدا کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ میں شاہد تھا کہ رسول خدا نے فرمایا: ''سلمان منا اهل البیت'' انہوں نے کہا: ''ہاں! خدا کی قسم، ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔'' سلمان نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا جو کہتے تھے: ''علی امام المتقین وقائد المحجلین وهو الامیر من بعدی'' (۲۴)

علامہ مجلسی نے کتاب روح النفوس کے حوالے سے اس حدیث میں جو جابر بن سمرہ تک پہنچتی ہے، بیان کیا ہے کہ ہم ہمیشہ علی بن ابی طالبؑ کو امیر المومنین کہہ کر خطاب کرتے تھے اور رسول خداؐ منع نہیں کرتے تھے بلکہ اسے سن کر تبسم فرماتے تھے۔ (۲۵)

ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ شیعہ سمجھتے ہیں کہ انہیں (حضرت علیؑ کو) حضرت رسول اللہ کی حیات میں امیر المومنین کے خطاب سے نوازا گیا اور جملہ مہاجرین وانصار آپ کو اس لقب سے یاد کرتے تھے لیکن محدثین کی روایات میں ایسا نہیں آیا ہے ہاں! انہوں نے ایسے عناوین ضرور نقل کئے ہیں جن سے یہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔ (۲۶)

اسی بنیاد پر قلق شندی کا کہنا ہے کہ پہلی بار (حضرت) عمر کو اس لقب سے یاد کیا گیا اور ان سے قبل (حضرت) ابو بکر کو خلیفۃ الرسول اللہؐ اور (حضرت) عمر کو شروع میں خلیفۃ الرسول اللہؐ کہا گیا۔ (۲۷)

علامہ مجلسی نے اس فصل میں جو فی

التسلیم علی علیؑ بامرۃ المومنین کے عنوان سے بیان کی ہے ،عام اور خاص لوگوں سے بے شمار احادیث نقل کی ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ کی حیات طیبہ میں مختلف مواقع پر ،امیرالمومنین، (کالقب) حضرت علیؑ پر اطلاق کیا گیا ہے۔

۷۔حیدر:

خط خدای زود بیاموزی
گر در شوی به خانۂ پیغمبر

ننهد خدای عرش در این خانه
راهت مگر به رهبری حیدر

حیدر که زو رسید وز فخر او
از قیروان به چنین خبر خیبر

جیسا کہ ذکر کیا گیا پہلا نام آپ کی والدۂ ماجدہ نے رکھا تھا حیدرۃ۔ یہ نام آپ کے نانا کا نام تھا یعنی اسد بن ہاشم کا۔ پھر آپ کے والد بزرگوار نے آپ کا نام تبدیل کرکے 'علی' رکھا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ 'حیدرۃ' وہ نام تھا جس سے قریش آپ کو پکارا کرتے تھے۔ جبکہ پہلا قول صحیح لگتا ہے اس لئے کہ جب جنگ خیبر میں مرحب آپ کے مقابل آیا اور اس نے یہ رجز پڑھا:"انا الذی سمتنی امی مرحبا"

تو حضرت نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:"انا الذی سمتنی امی حیدرۃ"(۲۸)

لفظ 'حیدر' سے قطع نظر کہ جس کا اطلاق شیر پر ہوتا ہے آپ کا لقب اسد اللہ یعنی شیر خدا بھی آپ کے لئے استعمال ہوا ہے اور اس سے قبل یہ لقب حمزہ بن عبدالمطلب کے لئے استعمال ہوتا تھا، اس شجاعت وشہامت کے لئے جو آپؑ نے حضرت رسولؐ کے دشمنوں سے مقابلے میں دکھائی تھی۔(۲۹) ان جملہ الفاظ میں جو عربی زبان میں شیر کے لئے استعمال ہوتے ہیں ایک 'ضرغام' ہے۔ حضرت علیؑ کو ضرغام یوم الجمل 'یعنی جنگ جمل کے دن کا شیر دلاور بھی کہا گیا ہے۔(۳۰)

۸۔وصی:

وصی رسول اللہ من دون اهله
ومن باسمه فی فضله یضرب المثل

'وصی' مصدر وصایت اور وصیت کا صفت مشبہ ہے یعنی وہ شخص جو مورد اطمینان ہوتا کہ وصیت پر عمل کر سکے۔ حضرت رسول اللہؐ سے روایت ہے کہ"لکل نبی وصی و وارث وان وصیی ووارثی علی بن ابی طالب" ہر پیغمبر کا وصی اور وارث ہے اور میرا وصی اور وارث، علی بن ابی طالبؑ ہیں۔(۳۱) حضرت علیؑ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا ہے:"لایقاس بآل محمد صلی اللہ علیه من هذه الامة احد" یعنی اس امت میں سے کسی کا خاندان محمدؐ سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:"ولهم خصائص حق الولایة وفیهم الوصیة والوارثة"(۳۲) خصائص میں حق ولایت اور اسی طرح وصیت ووراثت ان کے لئے ہے۔

ابن ابی الحدید آخری عبارت کے بارے میں کہتا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے

نزدیک علیؑ رسول خداؐ کے وصی ہیں چاہے مخالفین اور دشمن اس حقیقت کو نہ مانیں۔ اس کے بعد اس نے ان اشعار کا حوالہ دے کر جو صدر اسلام میں کہے گئے ہیں اور جن میں یہ بات پیش کی گئی ہے کہ رسول خداؐ کے وصی علیؑ ہیں، یہ اشعار نقل کئے ہیں:

ومنا علی ذاک صاحب خیبر
وصاحب بدر یوم سالت کتائبه

وصی النبی المصطفیٰ و ابن عمه
فمن ذا یدانیه و من ذا یقار به
(۳۳)

علیؑ ہم میں سے ہیں وہی خیبر اور بدر کے دنوں کے خدا ہیں وہی دن جس دن ان کے سپاہی ٹوٹ پڑے اور وہی پیغمبرؐ کے وصی اور ان کے چچا کے فرزند ہیں لہٰذا کون ہے جو ان کی برابری اور ہمسری کر سکے۔

اتانا الرسول رسول الامام
فسر بمقدمه المسلمونا

رسول الوصی وصی النبی
له السبق والفضل فی المومنینا
(۳۴)

رسول، رسول امام ہمارے پاس آئے اور مسلمان ان کی آمد سے خوش ہوئے وہ رسول وصی ہے پیغمبرؐ کا وصی کہ برتری اور فضیلت اس کا حق ہے۔

حضرت علیؑ کے وصی ہونے کو حتی ان کے دشمن بھی قبول کرتے ہیں چنانچہ جنگ جمل میں بنی ضبہ کا ایک نوجوان سپاہ عائشہ سے نکل کر میدان میں آیا اور یہ اشعار پڑھے:

ونحن بنی ضبة اعداء علی
ذاک الذی یعرف قدما بالوصی

وفارس الخیل علی عهدالنبی
ما انا عن فضل علیٰ بالعمی
(۳۵)

ہم فرزندان ضبہ، علیؑ کے دشمن ہیں، وہی علیؑ جنہیں قدیم سے ہی 'وصی' کہتے آئے ہیں وہی جو پیغمبرؐ کے زمانے میں جنگوں میں یکہ تاز تھے۔ میں علیؑ کی فضیلت سے اندھا اور ناواقف نہیں ہوں۔

۹۔ولی:

علی ولی صاحب ذو الفقار
وصی نبی رحمت کردگار

لفظ 'ولی' کا اطلاق ولایت کے معنی میں اس آیۂ کریمہ پر مبنی ہے: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ (۳۶) وہی تمہارا، خدا اور رسول کا اور ان لوگوں کا جو ایمان لائے ہیں ولی ہے۔ ان لوگوں کا جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیۂ کریمہ اس وقت نازل ہوئی تھی جب حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کی تھی۔ (۳۷)

آنچه علی داد در رکوع فزون بود
زانچه به عمری بداد حاتم طائی
(۳۸)

حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں جو کچھ

عطا کیا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا جو حاتم طائی نے عمر بھر عطا کیا۔

پیغمبر اکرمؐ سے بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن بعدی'' وہی علیؑ مجھ سے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔(۳۹)

۱۰۔صدیق اکبر وفاروق امت:

سلمان وابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کا دست مبارک ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ جان لو کہ یہ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور وہ پہلے شخص ہوں گے جو روز قیامت مجھ سے مصافحہ کریں گے اور یہ اس امت کے صدیق اکبر اور فاروق ہیں جو حق وباطل کو جدا کرتے ہیں۔(۴۰)

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ نے بصرہ میں منبر سے فرمایا: میں صدیق اکبر ہوں۔میرا ایمان واسلام، ابوبکر کے ایمان واسلام سے قبل کا ہے۔(۴۱) اور یہ اس مناسبت سے ہے کہ 'صدیق' حضرت ابوبکر کا اور 'فاروق' حضرت عمر کا لقب ہے۔(۴۲)

۱۱۔یعسوب المومنین:

روایت میں ہے کہ پیغمبر خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: ''یا علی انک سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین ویعسوب المومنین'' (۴۳) یعسوب، شہد کی مکھیوں میں وہ نر مکھی ہے جو تمام مکھیوں میں سردار ہے اس مناسبت سے ہر قائد اپنے ماننے والوں کے لئے یعسوب کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ جاحظ کا قول ہے:

''وکل قائد فهو یعسوب ذلک الجنس المقود'' (۴۴)

ایک دوسری حدیث میں پیغمبرؐ نے فرمایا ہے: ''یاعلی انت یعسوب المومنین والمال یعسوب الظالمین'' (۴۵)

۱۲۔سید الشهداء:

قلق شندی نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو درج ذیل اوصاف سے مزین بتایا ہے:

الامة	امام امت
ابو الائمه	پدر اامامان
قدوة السعداء	پیشوائے نیک صفتان
سید الشهداء	سرور شهیداں

عاضدالدین بذی الفقار

حامی دین ذوالفقار سے

من لم یزل الحق ذبه شدید الافتقار (۴۶)

وہ حق جس کی حمایت کا ہمیشہ محتاج ہو

۱۳۔امیر المستحقین والمحرومین:

ابن ابی الحدید نے ابوجعفر بن ابی زید الحسنی نقیب بصرہ کے حوالے سے اس لقب یا وصف سے آپ کو یاد کیا ہے۔ابن ابی الحدید نے نقیب بصرہ سے پوچھا کہ لوگ کیوں علی بن ابی طالبؑ کو عزیز رکھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ان میں سے اکثر صحیح معنوں میں مستحق ہونے کے باوجود محروم رہے اور غیر مستحقین اور نامناسب لوگ ان پر حکمرانی کرتے رہے اور چونکہ

خود علیؑ مستحق ہونے کے باوجود محروم تھے بلکہ آپ محرومین و مستحقین کے سید و سردار تھے اس لئے مظلومین اور ٹھکرائے ہوئے لوگوں کے دکھ درد کو آپ سے زیادہ کون سمجھ سکتا تھا۔(۴۷)

۱۴۔بیضۃ البلد:

لغت میں بیضہ کے معنی انڈے کے ہیں چونکہ ان سے بچے نکلتے ہیں اس لئے 'بیضۃ البلد' کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو شہر میں سب سے نمایاں ہو اور حکام اس سے وابستگی رکھتے ہوں مثلاً بیضۃ الاسلام۔عربی میں بیضۃ عبادت گاہوں اور قبہ کے اوپری حصے کو کہا جاتا ہے مثلا بیضۃ القبہ یا بیضۃ الصومعہ (۴۸) کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس لقب یا وصف کا استعمال اپنے لئے کیا تھا اور فرمایا تھا: ''انا بیضۃ البلد'' (۴۹)

جس وقت عمرو بن عبدود آپ کے ہاتھوں مارا گیا اس کی بیٹی عمرہ نے یوں اس کا مرثیہ پڑھا تھا:

لو کان قاتل عمر و غیر قاتلہ
بکیتہ ما اقام الروح فی جسدی

لکن قاتلہ من لا یعاب بہ
و کان یدعی قدیماً بیضۃ البلد
(۵۰)

جو کچھ عرض کیا گیا وہ حضرت علیؑ کے بعض نام، کنیت، لقب وغیرہ شمار ہوتے ہیں اور اگر تحقیق کی جائے تو آپ کے القاب میں سیکڑوں القاب کا اضافہ ہوگا کیونکہ شیعہ و سنی اور دوست اور دشمن نے آپ کو جن اوصاف سے یاد کیا ہے، وہ سب آپ کے لئے ایک نام یا لقب کا درجہ رکھتے ہیں۔اس بات کی تائید اور ختم کلام کے لئے فرقۂ معتزلہ کے ایک دانشمند ابو جعفر اسکافی نے آپ کے جن اوصاف کا ذکر کیا ہے انہیں پیش کیا جارہا ہے:

الطاھر الزکی العدل الرضی سید المومنین وارحم المساکین وقوۃ المستضعفین وشریک الفقراء وامین الضعفاء وجابر الکسیر ومغنی الیتیم والمساوی بعدلہ بین القریب والبعید(۵۱)

اللھم احشرنا مع اولیائہ بحق محمد وآلہ الطیبین الطاھرین

●●●

حواشی:

(۱)اسد بن ھاشم بن عبد مناف: ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ ج/۱۹ص/۱۲۷،(۲)ابن عساکر: تاریخ مدینہ ودمشق (ترجمہ الامام علی بن ابی طالبؑ) ج/۱ص/۲۲،(۳)محمد باقر مجلسی بحار الانوار ج/۳۵،ص/۴۹(۴) ایضاً ایضاً ص/۵۹(۵)ثعلبی: ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب ص/۳۷،(۶)ابن خلکان: وفیات الاعیان ج/۳،ص/۲۷۴،(۷)یاقوت حموی معجم الادباج/۵،ص/۲۲۸(۸)قلق شندی: صبح الاعشی ج/۷ ص/۲۲۵ (۹)دیلمی ارشاد القلوب: ص/۲۱۱،(۱۰)قرآن کریم: سورہ/۷۸ آیہ/۴۰،(۱۱)سیوطی تاریخ الخلفاء ص/۱۶۷ابن عساکر: تاریخ

دمشق ج ۱/ص ۲۵/(۱۲) عبد الجلیل قزوینی رازی: کتاب النقض ص ۵۸۷/(۱۳) مجلسی: بحار الانوار ج ۳۵/ ص ۵۱/ (۱٤) ایضاً: ایضاً (۱۵) محمد صادق حیدر: حیاۃ امیر المومنین ص ۳۹/ (۱٦) خوارزمی: المناقب ص ۸۰/ (۱۷) سیوطی: تاریخ الخلفاء: ص ۱۸۷/ (۱۸) قلق شندی: صبح الاعشی: ج ۱۲/ ص ۲۵۹/ بلاذری: انساب الاشراف ص ۸۹/ (۱۹) اربلی: کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ج ۲/ ص ۹۰/ (۲۰) سید مرتضیٰ: الامالی ج ۱/ص ۱٦۲/ (۲۱) حضرت علیؑ کے قول قیمۃ کل امری مایحسنہ (یا) قیمۃ کل امری علمہ کی طرف اشارہ ہے (۲۲) کتاب سلیم ابن قیس ص ۱٤٤/ (۲۳) سید رضی: خصائص امیر المومنین (از کتاب خصائص الائمہؑ) ص ۳۸/ (۲٤) مجلسی: بحار الانوار: ج ۳۷/ص ۳۳۱/ (۲۵) ایضاً ص ۳۲۹/ (۲٦) ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ ج ۱/ ص ۱۲/ (۲۷) قلق شندی: صبح الاعشی ج ۵/ ص ٤۷۵/ (۲۸) ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ ج ۱/ص ۱۲/ (۲۹) ثعالبی: المضاف والمنسوب ص ۲۷/ ذیل اسد اللہ (۳۰) اربلی: کشف الغمہ ج ۱/ص ۹۵/ (۳۱) ابن مغازلی: مناقب ص ۲۰۱/ (۳۲) ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ ج ۱/ص ۱٤٤/ (۳۳) ایضاً ایضاً ص ۱٤۳/ (۳٤) ایضاً ایضاً ص ۱٤۷/ (۳۵) ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ ج ۱/ص ۱٤٤/ (۳٦) سورۃ المائدہ ۵/ ۵۵ (۳۷) میبدی: کشف الاسرار ج ۳/ص ۱۵۲/ (۳۸) ناصر خسرو: دیوان: ص ٤۱۹/ (۳۹) نسائی: خصائص امیر المومنین: ص ۹۸/ (٤۰) ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ: ج ۲/ ص ۲٤/ (٤۱) ابن عساکر: تاریخ دمشق: ج ۱/ص ۷۷/ (٤۲) ایضاً: ایضاً ص ۵۲/ (٤۳) قلق شندی: صبح الاعشی ج ۵/ص ٤٤۰/ (٤٤) جاحظ: الحیوان ج ۳/ص ۳۲۹/ (٤۵) ابن المغازلی: مناقب ص ٦۵/ (٤٦) قلق شندی: صبح الاعشی: ج ۹/ص ۲۸۹/ (٤۷) ابن ابی الحدید: شرح نہج البلاغہ ج ۱۰/ ص ۲۲٤/ (٤۸) جاحظ: الحیوان: ج ٤/ ص ۳۳۷/ (٤۹) ایضاً ایضاً ج ۲/ ص ۳۳٦/ (۵۰) ثعالبی: ثمار القلوب: ص ٤۹٦/ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ عمرو بن عبدود کی بہن نے یہ دو شعر پڑھے تھے۔ دوسرے شعر میں بجائے 'لا یغاب بہ وقدیما' 'لا نظیر لہ وابوہ' ہے: ج ۱/ ص ۲۱/ اربلی کا کہنا ہے کہ یہ تعبیر مدح وذم دونوں کے لئے استعمال ہوتی ہے: کشف الغمہ ج ۱/ ص ۹٤/ (۵۱) اسکافی: المعیار والموازنہ ص ۲٤٤/

قَالَ عَلِی عَلَیْهِ السَّلام:

اِتَّقُوْا مَنْ تُبْغِضُهُ قُلُوْبُکُم

تمہارا دل جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس سے بچتے رہو۔ (بحار الانوار، ج ۷۸/ ۱۹۸/ ۳۳)

تربیت

میثم زیدی

اسلام نے تربیت کو بڑی اہمیت دی ہے اور ہر جگہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا تذکرہ کیا گیا ہے بلکہ بعض حالات میں تربیت کی تعلیم سے بھی زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسلام ایک عملی مذہب ہے جس نے زندگی کے ہر دور میں تربیت کا انتظام کیا ہے اور والدین ، معلمین اور سرپرستوں کو بچوں کی تربیت کی طرف متوجہ کیا ہے اور تربیت قبول کرنے کی صلاحیت بھی دی ہے البتہ تربیت کرنے والوں کے لئے تربیتی امور سے باخبر ہونا بہت ضروری ہے۔

تربیت کی اہمیت کو بیان کرنے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ خود ائمہ معصومینؑ نے پروردگار کی بارگاہ میں بار بار یہ دعا کی ہے: خدایا ہمارے بچوں کی تربیت کرنے میں ہماری مدد فرما۔

تربیت خراب سے خراب انسان کو بھی اچھا بنا سکتی ہے۔ عمر ابن عبد العزیز کا گرچہ بنی امیہ کے جاہ طلب اور ظالم حکمرانوں میں شمار کیا جاتا ہے لیکن صرف تربیت کا اثر تھا کہ آج ہمارے درمیان بھی ان کی ستائش کے لئے کلمات پائے جاتے ہیں چونکہ عمر بن عبد العزیز نے شیعوں کی بہت ساری خدمتیں کی ہیں، نہ یہ کہ فقط شیعوں کی خدمت کی ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اپنی ڈیڑھ سالہ دور حکومت میں عدل اجتماعی قائم کرنے کی کوشش کی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے اپنی مختصر مدت خلافت میں ایسا ماحول پیدا کر دیا تھا کہ پورے معاشرہ میں کوئی بھی فقیر نہیں رہ گیا تھا۔ لوگ اسے لکھا کرتے تھے کہ اب کوئی فقیر باقی نہیں ہے تو بیت المال کا کیا کیا جائے؟ تو وہ حکم دیتا تھا کہ غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جائے۔ عمر ابن عبد العزیز نے اسلام کے عادلانہ نظام کو کسی حد تک نافذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ عمر ابن عبد العزیز نے خود اپنی سرگذشت کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اگر میں اچھا بنا ہوں تو ایک اچھے استاد نے مجھے اس منزل پر پہنچایا ہے۔ میرے استاد کی تربیت کا اثر اور اور وہ بھی استاد کے درس کا صرف ایک نکتہ تھا جس نے میری زندگی میں ایسا انقلاب برپا کر دیا۔ واقعہ یوں ذکر کیا جاتا ہے کہ:

''عمر ابن عبد العزیز کا بچپنا تھا بچوں کے درمیان کھیل رہا تھا، حضرت علیؑ اور ان کے چاہنے والوں کے خلاف ماحول کچھ ایسا بن چکا تھا کہ خلیفہ وقت کی جانب سے ہر شخص پابند تھا کہ ہر

جگہ امیر المومنین حضرت علیؑ پر تبرا کرے، بچے بھی اس کام میں حصہ دار بنائے جاتے تھے اور انہیں کچھ ایسے جملے رٹا دیئے جاتے تھے جو وہ کھیل کھیل میں استعمال کرتے تھے خواہ وہ خود ان جملوں کا مطلب نہ سمجھتے ہوں لیکن بچپن ہی سے علیؑ کے خلاف بولنا سیکھ لیتے تھے۔ عمر ابن عبد العزیز بھی بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور کھیل کھیل میں حضرت علیؑ پر تبرا کر رہا تھا کہ بغل سے ان کے استاد عبید اللہ کا گذر ہوا۔ عبید اللہ مسجد میں داخل ہوئے اور جا کر مصلائے عبادت پر مشغول عبادت ہو گئے۔ عبید اللہ نماز کے بعد درس دیا کرتے تھے اور یہی مسجد کے باہر کھیلنے والے بچے اس درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ کچھ دیر کے بعد عمر ابن عبد العزیز مسجد میں داخل ہوا دیکھا کہ استاد ابھی نماز میں مشغول ہیں، منتظر رہا لیکن استاد نے نماز کو طول دے دی۔ عمر ابن عبد العزیز خلیفۂ وقت کا بیٹا تھا یہ کیفیت دیکھ کر غصہ آنے لگا۔ عمر نے دیکھا استاد نے نماز تو ختم کر لی ہے لیکن میری جانب متوجہ نہیں ہوئے۔ عمر نے بڑھ کر سوال کیا استاد! آخر کیا سبب ہے کہ آپ غضبناک ہیں؟ استاد (عبید اللہ) نے جواب دیا آخر یہ کیسے طے ہو گیا کہ بیعت رضوان کرنے والے مستحق لعن ہو گئے؟ کیا اس سلسلہ میں خدا کا کوئی حکم پایا جاتا ہے؟ یہ بات عمر ابن عبد العزیز کے دل پر نقش ہو گئی۔ ابھی بچپنا تھا شاید اتنا اثر نہ ہوا ہو جو ایک دوسرے واقعہ کے بعد ہوا اور واقعہ یہ ہے کہ عمر ابن عبد العزیز ہر جمعہ کو نماز جمعہ میں جا کر اپنے باپ کا خطبۂ نماز جمعہ سنا کرتا تھا۔ عبد العزیز شام کے حکمراں کی جانب سے مدینہ کا حاکم تھا اور شام کے حاکم کی جانب سے تمام حکام شہر کو حکم دیا گیا تھا کہ خطبۂ نماز جمعہ کی انتہا علیؑ پر تبرا کے ساتھ کی جائے۔ عبد العزیز بھی خطبہ تمام کرنے پر حضرت علیؑ پر تبرا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ نماز ختم ہونے کے بعد عمر ابن عبد العزیز نے اپنے باپ سے سوال کیا بابا جان! آپ کی زبان میں اتنی شیرینی پائی جاتی ہے کہ آپ جیسا خطیب کوئی دوسرا دیکھنے میں نہیں آتا۔ آپ کا خطبہ بہت فصیح و بلیغ ہوا کرتا ہے لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی، آپ پورا خطبہ انتہائی بے باکی اور مکمل فصاحت و بلاغت کے ساتھ دیا کرتے ہیں مگر جب آپ آخر میں تبرا کرتے ہیں تو آپ کی فصیح و بلیغ زبان میں لکنت پیدا ہو جایا کرتی ہے آخر کیا سبب ہے؟ عبد العزیز نے جواب دیا بیٹا! حقیقت یہ ہے کہ اگر میں علیؑ اور اولاد علیؑ پر تبرا کرنے کے بجائے ان کی فضیلتوں کا تذکرہ کرنا شروع کر دوں تو یہ سامنے بیٹھے ہوئے لوگ سب کے سب علیؑ اور اولاد علیؑ کی طرف چلے جائیں گے اور پھر یہاں کوئی نظر نہیں آئے گا۔ عبد العزیز نے اپنی زبان سے یہ اقرار کر لیا کہ یہ تبرا کے مستحق نہیں ہیں بلکہ ان کی فضیلتوں کا ذکر ہونا چاہئے لیکن ہمیں اپنی حکومت بچانے کی خاطر ایسا کرنا پڑتا ہے۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ بے شک حق سر بلند ہے یعنی حق سر چڑھ کر بولتا ہے اور اس پر کسی کو برتری نہیں حاصل ہے۔

انہیں دو واقعات کے نتیجے میں عمر ابن عبد العزیز نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر کبھی حکومت میرے اختیار میں آئی تو سب سے پہلا کام علیؑ و اولاد علیؑ پر تبرا روکنے کا کروں گا اور یہی ہوا کہ ۹۹ھ میں جب عمر ابن عبد العزیز برسر

اقتدار رہا ہوا تو اس نے سب سے پہلا جو کارنامہ انجام دیا اور جو شیعیان اہل بیتؑ کے لئے خوشی کا سبب بنا وہ یہی تھا کہ اس نے علیؑ و اولاد علیؑ پر تبرا کرنے کے سلسلہ میں حکم امتناعی جاری کر دیا۔ اس کام کے سبب ائمہ معصومینؑ نے اپنے بعض بیانات میں عمر ابن عبدالعزیز کے لئے محترم الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔ (گرچہ عمر ابن عبدالعزیز کا نام بھی ظالم بادشاہوں کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے۔) بہر حال حقیقت یہی ہے کہ تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ ظالم حکمراں کی آغوش میں پلنے والا بچہ اچھے اور نیک استاد کی تربیت میں جانے کے بعد ایسا انسان بن گیا۔

البتہ تربیت کرنے میں تربیت کرنے والے کا ہوشمند اور سمجھ دار ہونا بہت ضروری ہے ورنہ بعض وقت تربیت کا الٹا اثر ہو جایا کرتا ہے۔ معصومینؑ نے تربیت کے جو طریقے بتائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمیشہ معاملات کو آسان بنا کر پیش کیا جائے کسی چیز کے لئے شدت اختیار نہ کی جائے۔

ایک شخص رسول اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے کچھ ہی دنوں قبل اسلام قبول کیا تھا۔ اس نے رسول اللہؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہؐ میں پانچوں وقت کی نماز نہیں پڑھ پاتا البتہ دن بھر میں دو رکعت نماز پڑھ سکتا ہوں۔ رسول اسلامؐ اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے بلکہ اس کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ جا کر دن میں دو ہی رکعت نماز پڑھ لیا کرے۔ اس شخص نے کچھ دنوں تک تو دو رکعت نماز پڑھی لیکن جب اس نے نماز میں کیف و سرور کیا اور اس کے دل میں چراغ معرفت روشن ہو گیا تو وہ خود ہی پانچوں وقت کی نماز پورے خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھنے لگا۔

البتہ یہاں پر اس نکتہ کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ اس واقعہ سے غلط مطلب نہیں نکالنا چاہئے کہ جب دل چاہے دو ہی رکعت پر اکتفا کر لی جائے بلکہ یہ سہولتیں اسلام کے شروعاتی دور میں حلقۂ اسلام میں تازہ بہ تازہ داخل ہونے والے مسلمانوں کے لئے مخصوص تھیں نہ کہ ہر زمانے میں ہر شخص کے لئے۔

***

بزم مقالات: ادارہ کے جشن سیمیں کے موقع پر نئی نسل کے اہل قلم حضرات کے تعارف و تشویق کے لئے مقابلہ مقالہ نگاری کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ نے قوم کو جدید اہل قلم تک پہنچایا اور نئے موضوعات پر مضامین قوم تک پہنچائے۔ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے انشاء اللہ آئندہ مدارس علمیہ کے طلاب کو پانچ سو روپیہ اور دیگر حضرات کو دو سو پچاس روپیہ انعام دیا جائیگا۔ تمام اہل قلم حضرات خصوصاً طلاب علوم دینیہ سے گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں شرکت فرما کر قوم کو سیراب کریں۔

موضوع : **فلسطین کی تاریخی اور جغرافیائی حیثیت**

آخری تاریخ : ۳۱؍اکتوبر ۲۰۰۸ء **(ادارہ)**

قصیدہ

مدح علی ابن ابی طالبؑ

اظہر حسین اظہرؔ حیدری

یہ کون آیا ہے عالی جناب کعبہ میں
کہ رونما ہوا اک انقلاب کعبہ میں

جو پائی بوئے رسالتمآب کعبہ میں
علیؑ نے کھول دیں آنکھیں شتاب کعبہ میں

امام بن کے علیؑ آئے یا خلیل اللہ
ہوئی تمہاری دعا مستجاب کعبہ میں

ترے پسر کی ولادت حرم میں بوطالبؑ
خدائے پاک کا ہے انتخاب کعبہ میں

صدف سے گوہر نایاب آشکار ہوا
جو پہنچی بنت اسد باحجاب کعبہ میں

رجب کی تیرہ کو آئے جو ساقیٔ کوثر
دی میکشوں کو ولا کی شراب کعبہ میں

ہو عین کعبہ میں پیدائش علیؑ ولی
ہوا یہ بنت اسد سے خطاب کعبہ میں

کھلیں گے گیارہ امامت کے پھول عالم میں
کھلا ہے آج جو پہلا گلاب کعبہ میں

جو شہر علم کے ہاتھوں پہ باب علم کھلا
سنی رسولؐ نے چاروں کتاب کعبہ میں

نصیب پھوٹے بتوں کے جو بت شکن آیا
بتوں کی ہوگئی مٹی خراب کعبہ میں

ابوترابؑ کا جیسے ہی الٹا ہاتھ پڑا
ابو جہل ہوا جل کر کباب کعبہ میں

سوال کرنے سے پہلے ہی کل ایمان نے
دیا ہے کفر کے منہ پر جواب کعبہ میں

ابوترابؑ نے چڑھ کر نبیؐ کے کاندھے پر
کیا بتوں کا برابر حساب کعبہ میں

علیؑ کا دیکھ کے چہرہ فرشتے کہتے ہیں
رسولؐ بانٹ رہے ہیں ثواب کعبہ میں

درار، در کی جدار حرم سے مٹ نہ سکی
ابھی ہے معجزۂ بوتراب کعبہ میں

ہزار باب جو اک باب سے کرے اظہرؔ
وہ شہر علم کا آیا ہے باب کعبہ میں

یہ کمسنی علیؑ ہے کہ خوش نوا اظہرؔ
خدا کے دین پہ آیا شباب کعبہ میں

●●●

کاروائی انتخاب مجلس انتظام

تنظیم المکاتب گولہ گنج لکھنؤ

مجلس انتظام تنظیم المکاتب کی ۲۱ر مئی ۲۰۰۷ء کی میٹنگ میں انتخاب مجلس انتظام (۲۰۰۷ء تا ۲۰۱۰ء) کے لئے دستور العمل کی دفعہ ۶ ضمن ''ج'' کے تحت حسب ذیل پروگرام طے پایا:۔

۱۔امیدوار کی نامزدگی کی آخری تاریخ: ______ ۱۵ر جولائی ۲۰۰۷ء

۲۔امیدوار حضرات کی منظوری کی آخری تاریخ: ______ ۵ر اگست ۲۰۰۷ء

۳۔تاریخ انتخاب ______ ۱۰ر ستمبر ۲۰۰۷ء

۴۔نگراں انتخاب: جناب مولانا محمد علی آصف صاحب

۵۔ نتیجۂ انتخاب کے اعلان کی آخری تاریخ ۱۵ر ستمبر ۲۰۰۷ء

مجلس انتظام میں انتخاب کے لئے ممبران عمومی و دائمی سے نامزدگی کی گذارش اور نمائندہ منتظمین ومدرسین اور نمائندہ لوکل سکریٹریز کی نامزدگی کی گذارش جملہ مدرسین، منتظمین اور لوکل سکریٹریز سے تنظیم المکاتب اردو میگزین میں شائع کردی گئی۔

۱۵ر جولائی ۲۰۰۷ء تک جن حضرات کی نامزدگی موصول ہوئی ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

برائے منتخب ممبران

۱۔جناب مولانا محمد حسن معروفی صاحب

۲۔جناب مولانا سید نعیم عباس صاحب

۳۔جناب مولانا سید انیس الحسن صاحب

۴۔جناب مولانا فیروز عباس صاحب

۵۔جناب مولانا سید حیدر مہدی صاحب

۶۔جناب مولانا سید ضمیر الحسن صاحب

۷۔جناب مولانا سید ظفر عباس صاحب

۸۔جناب مولانا سید جواد الحید ر صاحب

۹۔جناب مولانا سید تصدیق حسین صاحب

۱۰۔جناب مولانا سید عباس علی زیدی صاحب

۱۱۔جناب مولانا سید کرامت حسین جعفری صاحب

۱۲۔جناب ڈاکٹر پیام اعظمی صاحب

برائے نمائندہ منتظمین:

۱۔جناب سید عقیل رضا صاحب

برائے نمائندہ مدرسین:

۱۔جناب مولانا محمد مہدی مختاری صاحب

برائے نمائندہ لوکل سکریٹریز:

۱۔جناب مولانا سید ظفر عباس صاحب

نامزد حضرات سے الیکشن میں شرکت کے لئے منظوری مانگی گئی۔اس سلسلہ میں جناب مولانا محمد حسن معروفی صاحب، جناب مولانا سید نعیم عباس صاحب، جناب مولانا سید ضمیر الحسن صاحب، جناب مولانا فیروز عباس صاحب، جناب مولانا سید ظفر عباس صاحب، جناب مولانا سید جواد الحید ر صاحب، جناب مولانا

سید عباس علی صاحب، جناب مولانا سید کرامت حسین صاحب کی منظوری حاصل ہوگئی۔ اسی طرح نمائندہ منتظمین، مدرسین ولوکل سکریٹریز کے لئے بھی جناب سید عقیل رضا صاحب، جناب مولانا محمد مہدی مختاری صاحب، جناب مولانا ظفر عباس صاحب کی منظوری حاصل ہوگئی۔ چونکہ ان تینوں نمائندگیوں کے لئے ایک۔ایک نام ہی آیا تھا اس لئے:

۱۔ نمائندہ منتظمین کی حیثیت سے جناب سید عقیل رضا صاحب بلا مقابلہ منتخب قرار پائے۔

۲۔ نمائندہ مدرسین کی حیثیت سے جناب مولانا محمد مہدی مختاری صاحب بلا مقابلہ منتخب قرار پائے۔

۳۔ لوکل سکریٹریز کے نمائندہ کی حیثیت سے جناب مولانا سید ظفر عباس صاحب بلا مقابلہ منتخب قرار پائے۔

ممبران عمومی ودائی میں جن کے ذمہ ایک سال سے زیادہ کا بقایا نہیں تھا ان کی تعداد ۳۰۷۵ تھی دستور العمل کی دفعہ ۶ ضمن 'ج' کے تحت دفتر سے ان کو بیلٹ پیپر روانہ کردئے گئے۔ معینہ تاریخ ۱۵ رستمبر ۲۰۰۷ء پر نگراں انتخاب نے الیکشن کا نتیجہ جاری نہیں کیا اور کافی تاخیر کے بعد ۱۴ رنومبر ۲۰۰۷ء کو صدر ادارہ اور ارکان مجلس انتظام کے نام ایک خط میں مختلف وجوہ کا ذکر کرکے فیصلہ ارکان کے حوالہ کردیا اور ساتھ ہی ذاتی رائے دی کہ الیکشن کینسل کردیا جائے۔ (واضح رہے کہ نگراں انتخاب نے الیکشن باطل کرنے کی رائے جن وجوہ کو پیش کرکے دی تھی ان میں سے اکثر وہ شکایات تھیں جن کے متعلق انھوں نے کوئی تحقیق نہیں فرمائی تھی صرف شکایات درج فرمادی تھیں اور صدر ادارہ اور دیگر متعدد ارکان مجلس انتظام نے اپنی رائے دی تھی کہ جتنے ووٹ ان کی نگاہ میں مشکوک ہیں انہیں کینسل کرکے باقی ووٹوں کی بنیاد پر فیصلہ کردیں۔)

بحرانی حالات اور ان کے باعث سکریٹری کے استعفے کے سلسلہ میں ۲۸ رنومبر ۲۰۰۷ء کو بمقام جامعہ جوادیہ بنارس مینیجنگ کمیٹی کی منعقدہ میٹنگ میں الیکشن کے سلسلہ میں ارکان نے حسب ذیل فیصلہ کیا۔ "الیکشن کا جائزہ لیتے ہوئے مجلس انتظام کے ارکان نے دفتر کی کوئی غلطی نہیں پائی البتہ بیشتر بیلٹ پیپر ممبران نے صحیح طور پر پُر نہیں کئے ہیں۔ لہٰذا مجلس انتظام نے یہ طے کیا کہ انہی امیدواروں کے لئے از سر نو الیکشن کرایا جائے۔ پرچۂ انتخاب کی وصولی کی آخری تاریخ ۲۵ر جنوری ۲۰۰۸ء ہوگی۔ ۵رفروری ۲۰۰۸ء تک نتیجہ کا اعلان نگراں انتخاب فرمادیں گے۔"

اس لئے دوبارہ ایسے ۳۱۵۴ ممبران عمومی ودائی کو بیلٹ پیپر روانہ کئے گئے جن کے ذمہ ایک سال سے زیادہ کا زر رکنیت باقی نہیں تھا۔ نتیجہ کے اعلان کی تاریخ ۵ رفروری رکھی گئی تھی مگر جناب مولانا محمد علی آصف صاحب قبلہ نگراں انتخاب نے ۲۸ رفروری ۲۰۰۸ء کو نتیجہ ارسال فرمایا جو من وعن درج ہے۔

کل بیلٹ پیپر موصولہ ۱۰۱۹

معینہ تاریخ کے بعد ۶۸

کینسل ووٹ ۳۰

صحیح ووٹ ۹۲۱

حاصل شدہ ووٹ

۱۔ جناب مولانا محمد حسن معروفی صاحب	۸۶۴
۲۔ جناب مولانا سید نعیم عباس صاحب	۸۲۶

۳۔ جناب مولانا فیروز عباس صاحب ۸۱۱
۴۔ جناب مولانا سید ضمیر الحسن صاحب ۸۳۰
۵۔ جناب مولانا سید ظفر عباس صاحب ۸۶۱
۶۔ جناب مولانا سید جواد الحمید رصاحب ۱۶۴
۷۔ جناب مولانا سید عباس علی صاحب ۱۰۹
۸۔ جناب مولانا سید کرامت حسین صاحب ۱۲۷

چونکہ جناب مولانا سید ظفر عباس صاحب منتخب ممبر کی حیثیت سے بھی منتخب ہو گئے اور لوکل سکریٹریز کے نمائندہ کی حیثیت سے بلا مقابلہ منتخب ہو چکے تھے، انہوں نے بحیثیت منتخب ممبر رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس لئے دستور العمل کی دفعہ ۶ ضمن 'ج' کے تحت جناب مولانا سید جواد الحمید رصاحب منتخب ممبر قرار پائے۔ کیونکہ ان کو ۵ منتخب ممبروں کے بعد اکثریت رائے حاصل تھی۔

مجلس انتظام کی تکمیل کے لئے بنیادی ارکان اور منتخب ارکان سے دستور العمل کی دفعہ ۶ ضمن 'ج۔ ذ کے تحت گذارش کی گئی کہ وہ عمومی و دائمی ممبران سے بحیثیت نامزد ممبر تین ایسے افراد کا نام تجویز کریں جن کے خدمات ادارہ کے سلسلہ میں نمایاں ہوں۔ یہ بھی گذارش کی گئی تھی کہ ۱۰ راپریل ۲۰۰۸ء تک ان کا جواب ادارہ تنظیم المکاتب میں موصول ہو جائے۔

اس سلسلہ میں بنیادی اور منتخب ممبران نے حسب ذیل دس افراد کے نام تجویز کئے:

۱۔ جناب مولانا سید تقی الحیدری صاحب
۲۔ جناب مولانا ممتاز علی صاحب
۳۔ جناب مولانا وصی حسن خاں صاحب
۴۔ جناب مولانا سید صبیح الحسین صاحب
۵۔ جناب مولانا سید شوکت عباس صاحب
۶۔ جناب مولانا ناظم علی صاحب
۷۔ جناب مولانا سید احسان حیدر صاحب
۸۔ جناب مولانا سید تقی عسکری صاحب
۹۔ جناب ڈاکٹر پیام اعظمی صاحب
۱۰۔ جناب سید ظفر عسکری صاحب

لہٰذا ان حضرات سے منظوری حاصل کرنے کیلئے ۱۱ راپریل ۲۰۰۸ء کو خطوط روانہ کئے گئے۔ ان میں سے حسب ذیل پانچ افراد کی منظوری حاصل ہوئی۔

۱۔ جناب مولانا ممتاز علی صاحب
۲۔ جناب مولانا وصی حسن خاں صاحب
۳۔ جناب مولانا سید صبیح الحسین صاحب
۴۔ جناب مولانا ناظم علی صاحب
۵۔ جناب مولانا سید شوکت عباس صاحب

پانچ افراد جن کی منظوری حاصل ہوئی تھی انھیں میں سے تین ارکان کو دستور العمل کی دفعہ ۶ ضمن 'ج۔ ذ کے تحت منتخب کرنے کے لئے بنیادی اور منتخب ارکان کو خطوط بھیجے گئے۔ ان کی رائے کی وصولی کی آخری تاریخ ۱۲ رمئی ۲۰۰۸ء قرار دی گئی۔ موصولہ آراء کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ جناب مولانا ممتاز علی صاحب ۱۱ ووٹ
۲۔ جناب مولانا وصی حسن خاں صاحب ۸ ووٹ
۳۔ جناب مولانا سید صبیح الحسین صاحب ۷ ووٹ
۴۔ جناب مولانا سید شوکت عباس صاحب ۴ ووٹ
۵۔ جناب مولانا ناظم علی صاحب ۳ ووٹ

اس طرح اکثریت آراء سے حسب ذیل حضرات نامزد ممبر قرار پائے۔

۱۔ جناب مولانا ممتاز علی صاحب
۲۔ جناب مولانا وصی حسن خاں صاحب
۳۔ جناب مولانا سید صبیح الحسین صاحب

اور حسب ذیل ارکان پر مشتمل مجلس انتظام کی تکمیل ہوگئی۔

بنیادی ارکان:

۱۔ جناب مولانا سید شمیم الحسن صاحب

۲۔ جناب مولانا سید محمد علی آصف صاحب

۳۔ جناب مولانا سید مظاہر علی صاحب

۴۔ جناب مولانا سید محمد مرتضی جعفری صاحب

۵۔ جناب مولانا سید انیس الحسن صاحب

۶۔ جناب اے۔ کے تیجانی صاحب

۷۔ سید صفی حیدر

منتخب ارکان:

۱۔ جناب مولانا محمد حسن معروفی صاحب

۲۔ جناب مولانا سید نعیم عباس صاحب

۳۔ جناب مولانا فیروز عباس صاحب

۴۔ جناب مولانا سید ضمیر الحسن صاحب

۵۔ جناب مولانا سید جواد الحمید رصاحب

نامزد ممبران:

۱۔ جناب مولانا ممتاز علی صاحب

۲۔ جناب مولانا وصی حسن خاں صاحب

۳۔ جناب مولانا سید صبیح الحسین صاحب

نمائندہ منتظمین:

۱۔ جناب سید عقیل رضا صاحب

نمائندہ مدرسین:

۱۔ جناب مولانا محمد مہدی مختاری صاحب

نمائندہ لوکل سکریٹریز:

۱۔ جناب مولانا سید ظفر عباس صاحب

مجلس انتظام کی تکمیل کے بعد تمام ارکان کو دستور العمل کی دفعہ ۷ ضمن ب کے مطابق ارکان مجلس انتظام میں سے کسی ایک ایسے رکن کو صدر منتخب کرنے کے لئے جو عالم دین ہو ۱۳ رمئی ۲۰۰۸ء کو خطوط روانہ کئے گئے اور گذارش کی گئی کہ اپنی رائے سے اس طرح مطلع فرمائیں کہ ان کی تحریر دفتر تنظیم المکاتب میں ۲۳ رمئی ۲۰۰۸ء تک موصول ہو جائے۔

معینہ تاریخ تک موصولہ آراء کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ برائے جناب مولانا سید شمیم الحسن صاحب ۱۳ ووٹ

۲۔ برائے جناب مولانا محمد حسن معروفی صاحب ۴ ووٹ

اس طرح جناب مولانا سید شمیم الحسن صاحب قبلہ صدر منتخب ہوئے۔ انھوں نے ۲۶ رمئی ۲۰۰۸ء کو منظوری عطا فرمائی اور ۲۷ رمئی ۲۰۰۸ء کو جناب مولانا ممتاز علی صاحب کو نائب صدر اور حقیر (سید صفی حیدر) کو سکریٹری مقرر فرمایا۔

حقیر نے جناب مولانا فیروز عباس صاحب کو جوائنٹ سکریٹری مقرر کیا۔ جناب مولانا ممتاز علی صاحب نے بطور نائب صدر حقیر نے بطور سکریٹری اور مولانا فیروز عباس صاحب نے بطور جوائنٹ سکریٹری ۲۸ رمئی ۲۰۰۸ء کو منظوری دی۔

اس طرح مجلس انتظام کی تشکیل کے ساتھ عہدیداران کے تقرر کا عمل بھی مکمل ہوگیا۔

والسلام

سید صفی حیدر

سکریٹری تنظیم المکاتب

تنظیم المکاتب کے اس شمارے پر

علامت X آپ پر مجلّہ سے متعلق رقم کے واجب الادا ہونے کی نشاندہی کر رہی ہے۔

سالانہ زر اعانت ارسال کر کے شکر گذار فرمائیں۔

(ادارہ)

داخلہ ٹسٹ

جامعہ امامیہ تنظیم المکاتب

اپنے بچوں کو ہندی، انگریزی، حساب، کمپیوٹر، اور حفظ قرآن کے ساتھ اعلیٰ دینی تعلیم دلانے کے خواہشمند حضرات حسب ذیل شرائط پورے ہونے کی صورت میں درخواست روانہ کریں تا کہ داخلہ کے امتحان اور انٹرویو میں انہیں شریک کیا جاسکے۔

شرائط داخلہ ● عمر ۱۴ سال سے زیادہ نہ ہو ● تنظیم المکاتب کے کسی مکتب سے پنجم اول درجہ کامیاب یا اسکے مساوی لیاقت ہو۔ ● اختبار (انٹرویو) میں کامیابی

نصاب داخلہ ٹسٹ ● قرآن مجید (روانی، تلفظ، ہجے، تجوید، منتخب سورے از امامیہ دینیات) ● امامیہ دینیات چہارم و پنجم مع عملی مسائل (وضو، غسل، تیمم، اذان واقامت و نماز وغیرہ)

● امامیہ اردو ریڈر چہارم و پنجم (روانی، تلفظ، املا)

داخلہ کی سہولت کے پیش نظر بعد ماہ رمضان
جامعہ امامیہ میں مختصر مدتی کورس کا اہتمام کیا گیا ہے۔

نوٹ : ۱۔ داخلہ میرٹ کی بنیاد پر ہوگا۔
۲۔ ہائی اسکول پاس امیدوار کو عمر اور دیگر شرائط میں رعایت دی جائے گی۔

منظر صادق زیدی
(پرنسپل)

اے علی! مومن میں آٹھ صفات کا ہونا مناسب ہے:

- حالات زمانہ اور مصائب و مشکلات میں اپنا وقار نہ کھوئے
- آسانیوں کے وقت شکر گذار رہے
- اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے
- بدن کو آرام طلب نہ بنائے
- امتحان اور بلاؤں پر صبر کرے۔
- خدا کی دی ہوئی روزی پر قناعت کرے
- اپنے دوستوں پر بوجھ نہ بنے
- لوگ اس سے حفظ و امان میں رہیں

(رسول اکرمؐ)

مدرسین و منتظمین حضرات توجہ فرمائیں

ماہ جون ۲۰۰۸ء سے راحت الاؤنس میں اضافہ کردیا گیا ہے۔اب شرح تنخواہ وراحت الاؤنس حسب ذیل نقشے کے مطابق ہوگی۔

تفصیل تنخواہ وراحت الاؤنس از جون ۲۰۰۸ء

پیش نماز ومدرس	ابتدائی تنخواہ	راحت الاؤنس	کل ابتدائی تنخواہ مع راحت الاؤنس	سالانہ ترقی	انتہائی تنخواہ	کل انتہائی تنخواہ مع راحت الاؤنس
تربیت یافتہ پیش نماز	۲۰۰۰	۶۷۵	۲۶۷۵	۴۰	۳۲۰۰	۳۸۷۵
غیر تربیت یافتہ پیش نماز	۱۸۰۰	۵۰۰	۲۳۰۰	۳۵	۲۸۵۰	۳۳۵۰
تربیت یافتہ مدرس	۹۰۰	۳۵۰	۱۲۵۰	۲۰	۱۵۰۰	۱۸۵۰
غیر تربیت یافتہ مدرس	۶۰۰	۱۷۵	۷۷۵	۱۵	۱۰۵۰	۲۲۵
مکتب اور اسکول (۶ گھنٹے تعلیم)						
تربیت یافتہ پیش نماز	۲۸۵۰	۸۷۵	۳۵۲۵	۴۵	۴۲۰۰	۴۸۷۵
غیر تربیت یافتہ پیش نماز	۲۵۰۰	۵۰۰	۳۰۰۰	۴۰	۳۷۰۰	۴۲۰۰
تربیت یافتہ مدرس	۱۲۵۰	۳۵۰	۱۶۰۰	۲۵	۲۰۰۰	۲۳۵۰
غیر تربیت یافتہ مدرس	۸۵۰	۱۷۵	۱۰۵۲	۲۰	۱۳۵۰	۱۶۲۵

سوالات وجوابات

س: اگر کسی کے لباس پر چھپکلی گر جائے تو کیا نماز کے لئے کپڑے کا دھونا واجب ہے؟

ج: چھپکلی خود بھی پاک ہے اور اس کا بیٹ بھی پاک ہے لہٰذا دھونے کی ضرورت نہیں۔

س: اگر کسی کے کپڑے پر خون کی چھینٹیں ہوں تو کیا نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

ج: مچھر وغیرہ کا خون نہ ہو اور خون جمع کر کے ایک سکہ بھر سے زائد جگہ نہ لے تو نماز پڑھی جا سکتی ہے البتہ خون نجس ہی رہے گا یعنی اگر پانی پڑ کر نجاست پھیل جائے تو ایسی صورت میں کپڑا پاک کرنا ضروری ہوگا اور اس لباس میں نماز صحیح نہ ہوگی۔

س: بعض افراد کے پیر کے انگوٹھے کا ناخن بہت بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ سجدہ میں جانے پر انگوٹھے کے بجائے ناخن پر پیر رکا رہتا ہے ایسے افراد کے سجدہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ناخن کا کاٹنا ضروری ہے اور سجدہ کے وقت انگوٹھے کا زمین پر ہونا ضروری ہے۔

س: کیا وضو کے دوران پہلی مرتبہ بال کے اگنے کی جگہ پر پانی ڈالنا ضروری ہے یا پیشانی پر پہلی مرتبہ پانی پڑے پھر بال کے اگنے کی جگہ سے ہاتھ پھیر لے کافی ہوگا؟

ج: بال کے اگنے کی جگہ سے ٹھڈی تک دھو لینا کافی ہے۔

س: نماز کے بعد کپڑے کی نجاست کا علم ہونے کی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز صحیح ہے اگرچہ وقت باقی ہونے کی صورت میں دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔

س: نماز کے بعد کپڑے کی نجاست یاد آجانے پر نماز کے لئے کیا حکم ہے؟

ج: اگر نجاست کا علم تھا اور بھول کر نماز پڑھ لی ہے تو دوبارہ نماز پڑھنا پڑے گی۔

س: اگر کسی بکری یا دوسرے پاک جانور پر انسان کا بچہ پیشاب کر دے تو کیا اس جانور کا پاک کرنا ضروری ہے؟

ج: نجاست کا ختم ہو جانا کافی ہے طہارت کی ضرورت نہیں ہے۔

س: اگر کسی نے اب تک اپنا اور اپنے گھر والوں کا فطرہ ادا نہیں کیا ہے تو وہ کیا کرے؟

ج: خدا سے استغفار کرے اور سابقہ فطروں کو ادا کرے۔

س: کیا دور غیبت میں نماز جمعہ پڑھی جا سکتی ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نماز جمعہ پڑھانے کا حق صرف امام معصوم کو ہے لہٰذا دور غیبت میں نماز جمعہ نہیں پڑھی جا سکتی؟

ج: ہم مقلد ہیں اور ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے زمانے کے سب سے زیادہ علم رکھنے والے فقیہ (اعلم) کے فتووں پر عمل کریں نہ کہ کسی ایک حدیث یا آیت کا سہارا لے کر مجتہد بن جائیں۔

نتیجہ امتحان سالانہ ۲۰۰۷ء

نمبر شمار	نام مدرس	نام مکتب	درجات	تعداد طلباء				اوسط	
				درج رجسٹر	ریگولر	امتحان شریک	کامیاب	حاضری	تعلیمی
رائے پور (چھتیس گڈھ)									
۱	محترمہ انجم رباب صاحبہ	فاطمیہ، رائے پور	دوم، سوم	۲۵	۲۵	۲۳	۱۷	۹۲%	۷۴%
۲	محترمہ عاصمہ بانو صاحبہ	//	چہارم، پنجم	۱۱	۱۱	۷	۵	۶۴%	۷۱%
۳	جناب شمیم الحسن صاحب	حیدریہ رائے پور	اطفال و پنجم	۲۷	۲۶	۱۷	۴	۶۵%	۲۴%
۴	جناب تقی الحسن صاحب	//	اول، دوم	۱۳	۱۳	۷	....	۵۴%	۰۰%
۵	جناب سراج الحسن صاحب	//	سوم چہارم	۶	۶	۵	۲	۸۴%	۴۰%
۶	محترمہ نکہت فاطمہ صاحبہ	زینبیہ نسواں	اطفال	۱۸	۱۸	۱۲	۸	۶۷%	۶۷%
۷	محترمہ شائستہ رباب صاحبہ	//	اول	۱۹	۱۹	۱۶	۱۲	۸۴%	۷۵%
۸	محترمہ تنویر فاطمہ صاحبہ	//	دوم، پنجم	۹	۹	۶	۶	۶۷%	۱۰۰%
۹	محترمہ پروین فاطمہ صاحبہ	//	سوم، چہارم	۳۰	۳۰	۲۲	۱۶	۷۳%	۷۳%
ھاسن (کرناٹک)									
۱	محترمہ ماہ تاج زہرا	ہسلی کپل ہولے نرسی پور	اطفال	۱۲	۱۲	۱۰	۸	۸۴%	۸۰%
۲	محترمہ سلطانہ صاحبہ	//	اول تا سوم	۱۰	۱۰	۹	۶	۹۰%	۶۷%
۳	جناب رئیس حیدر صاحب	//	چہارم، پنجم	۱۵	۱۵	۱۱	۹	۷۳%	۸۲%
منڈلہ (مدھیہ پردیش)									
۱	جناب محمد مہدی صاحب	منڈلہ	اطفال تا دوم	۲۴	۲۴	۲۱	۱۹	۸۸%	۹۰%
۲	جناب محمد مہدی صاحب	محلہ کوسٹہ منڈلہ	اطفال تا سوم	۲۵	۲۵	۲۲	۱۷	۸۸%	۷۷%
بھوپال (مدھیہ پردیش)									
۱	مولانا اظہر حسین صاحب	کرودھ بھوپال	اطفال تا پنجم	۳۰	۳۰	۳۰	۲۹	۱۰۰%	۹۷%
بڑوانی (مدھیہ پردیش)									
۱	جناب حیدر عباس صاحب	سندھوا	اطفال تا پنجم	۱۹	۱۹	۱۹	۱۷	۱۰۰%	۸۹%

نمبر شمار	نتیجہ امتحان سالانہ ۲۰۰۷ء			تعداد طلباء				اوسط	
	نام مدرس	نام مکتب	درجات	درج رجسٹر	ریگولر	امتحان شریک	کامیاب	حاضری	کامیابی
برھان پور (مدھیہ پردیش)									
۱	مولانا نوازش رضا صاحب	سندھی پورا	اطفال تا دوم چہارم	۱۷	۱۷	۱۶	۱۴	۹۴%	۸۸%
شہڈول (مدھیہ پردیش)									
۱	جناب محمد حیدر صاحب	ایرانی محلہ بڑھار	اطفال	۱۸	۱۸	۱۷	۱۵	۹۴%	۸۸%
۲	مولانا محمد تقی صاحب	سندھی بازار شہڈول	اطفال اول سوم تا پنجم	۱۷	۱۵	۱۵	۱۵	۱۰۰%	۱۰۰%
رتلام (مدھیہ پردیش)									
۱	مولانا امیر حسن صاحب	حسین ٹیکری	اطفال تا پنجم	۳۹	۲۹	۱۵	۱۲	۵۲%	۸۰%
۲	مولانا احتشام حسین صاحب	〃 نسواں	اطفال تا چہارم	۲۵	۲۵	۲۰	۱۸	۸۰%	۹۰%
اندور (مدھیہ پردیش)									
۱	محترمہ عشرت فاطمہ صاحبہ	کاغذی پورہ	اطفال	۶	۶	۱	۱	۲۵%	۱۰۰%
۲	محترمہ نسرین فاطمہ صاحبہ	〃	اول	۱۱	۱۱	۱۱	۸	۱۰۰%	۷۳%
۳	مولانا مظفر مہدی صاحب	〃	دوم، سوم	۲۲	۲۲	۲۱	۲۱	۹۵%	۱۰۰%
راج گڑھ (مدھیہ پردیش)									
۱	جناب دلبر حسنین صاحب	سیدواڑی سارنگپور	اطفال تا پنجم	۱۸	۱۸	۱۶	۱۲	۸۹%	۷۵%
نیمچ (مدھیہ پردیش)									
۱	جناب نذیر حسن صاحب	مومن پورا اٹھانہ	اطفال، اول	۲۹	۲۹	۲۰	۱۳	۶۸%	۶۵%
۲	محترمہ شبانہ بیگم صاحبہ	〃	اطفال تا دوم	۲۲	۲۱	۱۴	۷	۶۷%	۵۰%
بھاؤ نگر (گجرات)									
۱	جناب مولانا احتشام حسین صاحب	گڈرا	اطفال تا سوم	۱۶	۱۶	۱۶	۱۵	۱۰۰%	۹۴%
۲	مولانا سید رباب علی زیدی صاحب	کیکریہ	اطفال تا چہارم	۲۴	۱۴	۱۴	۱۲	۱۰۰%	۸۶%
۳	محترمہ تسلیم فاطمہ صاحبہ	فاطمہ سوسائٹی مہوہ	اطفال تا پنجم	۴۲	۲۸	۲۸	۱۵	۱۰۰%	۵۴%

نمبر شمار	نتیجہ امتحان سالانہ ۲۰۰۷ء			تعداد طلباء				اوسط	
	نام مدرس	نام مکتب	درجات	درج رجسٹر	ریگولر	امتحان شریک	کامیاب	حاضری	کامیابی
۴	جناب جعفر علی امتی صاحب	فاطمہ سوسائٹی طلاب	اطفال تا دوم چہارم پنجم	۳۴	۱۳	۱۲	۱۰	۹۲%	۸۳%
۵	محترمہ صابرہ بانو بہن لاکھانی	زینبیہ بورڈنگ مہوہ	اطفال تا پنجم	۲۳	۲۳	۲۲	۲۱	۹۶%	۹۵%
۶	مولانا سید ظفر مہدی صاحب	حسینی نگر طلاب مہوہ	اطفال تا پنجم	۳۲	۱۴	۱۳	۱۳	۹۳%	۱۰۰%
۷	محترمہ طاعت اثر ہرا صاحبہ	حیدری امباواڑی نسواں مہوہ	اطفال تا پنجم	۳۴	۳۶	۲۵	۲۰	۹۶%	۸۰%
۸	محترمہ ذکیہ امتی صاحبہ	خوجہ سوسائٹی مہوہ	اطفال تا سوم پنجم	۲۶	۱۳	۱۳	۱۱	۱۰۰%	۸۵%
۹	جناب سید علی واجد صاحب	المہدی طلاب سلم مہوہ	اطفال تا چہارم	۲۲	۱۵	۱۴	۱۱	۹۳%	۷۹%
۱۰	محترمہ کنیز صغریٰ صاحبہ	المہدی سلم نسواں مہوہ	اطفال تا چہارم	۳۰	۱۸	۱۸	۱۳	۱۰۰%	۷۲%
۱۱	محترمہ اشرف بہن لاکھانی	حسینی نگر نسواں مہوہ	اطفال تا چہارم	۳۲	۱۴	۱۴	۹	۱۰۰%	۶۴%
۱۲	محترمہ سیدہ نادر حسین بوجانی	شاہ نجف ہال نسواں مہوہ	سوم چہارم پنجم	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۰۰%	۱۰۰%
۱۳	محترمہ سایم بھمبھیرا صاحبہ	//	اطفال تا دوم	۲۸	۱۷	۱۵	۱۵	۸۸%	۱۰۰%
۱۴	محترمہ صدیقہ مرچنٹ صاحبہ	سکینہ باغ مہوہ	اطفال دوم چہارم پنجم	۱۴	۸	۸	۶	۱۰۰%	۷۵%
۱۵	محترمہ فوکمیا صاحبہ	//	اطفال اول	۲۵	۱۴	۱۴	۹	۱۰۰%	۶۴%
۱۶	مولانا سید اعجاز عباس صاحب	خوجہ بورڈنگ	اطفال تا پنجم	۳۷	۳۵	۳۵	۳۲	۱۰۰%	۹۱%
۱۷	جناب محمد وصی صاحب	ابو طالب ہال طلاب	اطفال تا دوم	۶۱	۳۱	۲۸	۱۲	۹۰%	۴۳%
۱۸	مولانا سید افسر حسین صاحب	ٹھلیا	اطفال تا پنجم	۱۹	۱۹	۱۸	۱۸	۹۵%	۱۰۰%
۱۹	جناب مولانا میثم رضا صاحب	شیہور	اطفال تا سوم	۲۷	۲۷	۲۵	۱۵	۹۳%	۶۰%
۲۰	جناب مرتضیٰ حسین لاکھانی صاحب	نیلم ٹاور مہوہ	اطفال تا چہارم	۳۰	۱۴	۱۴	۹	۱۰۰%	۶۴%
۲۱	جناب مولانا سید ظفر مہدی جعفر علی امتی صاحب غلام سرور صاحب	شاہ نجف ہال مہوہ	سوم تا پنجم	۴۲	۴۲	۳۸	۳۶	۹۰%	۹۵%
۲۲	جناب جعفر علی امتی صاحب غلام سرور صاحب	//	اطفال اول	۲۸	۲۸	۲۷	۲۵	۹۶%	۹۳%
۲۳	جناب مولانا ظفر مہدی صاحب	//	اطفال، دوم	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۱۰۰%	۱۰۰%

نمبر شمار	نام مدرس	نام مکتب	درجات	تعداد طلباء: درج رجسٹر	ریگولر	امتحان شریک	کامیاب	اوسط: حاضری	کامیابی
	نتیجہ امتحان سالانہ ۲۰۰۷ء								
۴	محترمہ طاہرہ بہن لاکھانی صاحبہ	سرخیز نسواں	اطفال تا پنجم	۳۶	۳۶	۳۵	۳۰	۹۴%	۹۴%
۵	مولانا کلب حسین صاحب	سرخیز طلاب	اطفال تا سوم پنجم	۴۱	۴۱	۳۸	۳۴	۹۴%	۹۴%
۶	مولانا علی نقی صاحب	انجمن حسینیہ سرداریہ جوہاپورہ بورڈنگ	اطفال تا پنجم	۲۳	۲۳	۲۱	۱۸	۹۴%	۹۴%
۷	مولانا زائر حسین صاحب	پڈانہ	اطفال	۱۶	۱۶	۱۵	۱۵	۹۴%	۱۰۰%
۸	مولانا سید حسن علی صاحب	رانپور	اطفال تا دوم	۲۶	۱۲	۱۲	۹	۱۰۰%	۷۵%
	سورت (گجرات)								
۱	مولانا سید شجاع حیدر زیدی	اون پاٹیہ وریارنگر	اطفال تا چہارم	۲۱	۲۱	۲۱	۱۷	۱۰۰%	۸۱%
۲	مولانا سید علی حیدر صاحب	سون گڈھ	اطفال تا سوم پنجم	۱۲	۱۲	۱۲	۱۰	۱۰۰%	۸۳%
	آنند (گجرات)								
۱	محترمہ سکینہ خانم صاحبہ	پانچ بڑی کھمبات	اطفال تا پنجم	۳۱	۲۲	۲۱	۱۳	۹۵%	۶۲%
۲	مرزا علی محمد صاحب	کھمبات طلاب	اطفال تا سوم	۱۳	۱۳	۱۳	۴	۱۰۰%	۳۱%
۳	محترمہ فردوس سلطانہ صاحبہ	زنانیہ لال محل کھمبات	اطفال تا پنجم	۳۹	۲۵	۲۵	۲۱	۱۰۰%	۸۴%
	کھیٹرا (گجرات)								
۱	مولانا سید تنویر عباس صاحب	رستم پورہ	اطفال اول	۲۱	۲۱	۲۱	۱۳	۱۰۰%	۶۲%
	جے پور (راجستھان)								
۱	سید علی تقی صاحب	امامبارہ ہمدانیہ	اطفال تا پنجم	۲۲	۲۲	۱۲	۷	۵۵%	۵۸%
	اجمیر (راجستھان)								
۱	سید ذاکر حسین صاحب	عسکریہ دورائی	اطفال	۱۶	۱۶	۱۴	۴	۸۸%	۲۹%
۲	نوازش رضا صاحب	//	اول تا چہارم	۲۹	۲۹	۲۵	۸	۸۶%	۳۲%
۳	سید نذر مہدی صاحب	سوزج پور	اطفال تا سوم پنجم	۲۱	۲۱	۱۸	۱۳	۸۶%	۷۲%
۴	ذاکر حسین صاحب	نادر گڑھ	اطفال چہارم پنجم	۲۱	۲۱	۲۰	۱۹	۹۵%	۹۵%

اجازے

عکس اجازہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی السید علی الحسینی السیستانی دام ظلہ الوارف

مذکورہ خدمات پر ایک کروڑ روپئے سالانہ سہم امام علیہ السلام خرچ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

عکس اجازہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی حسینی الخامنہ ای دام ظلہ الوارف

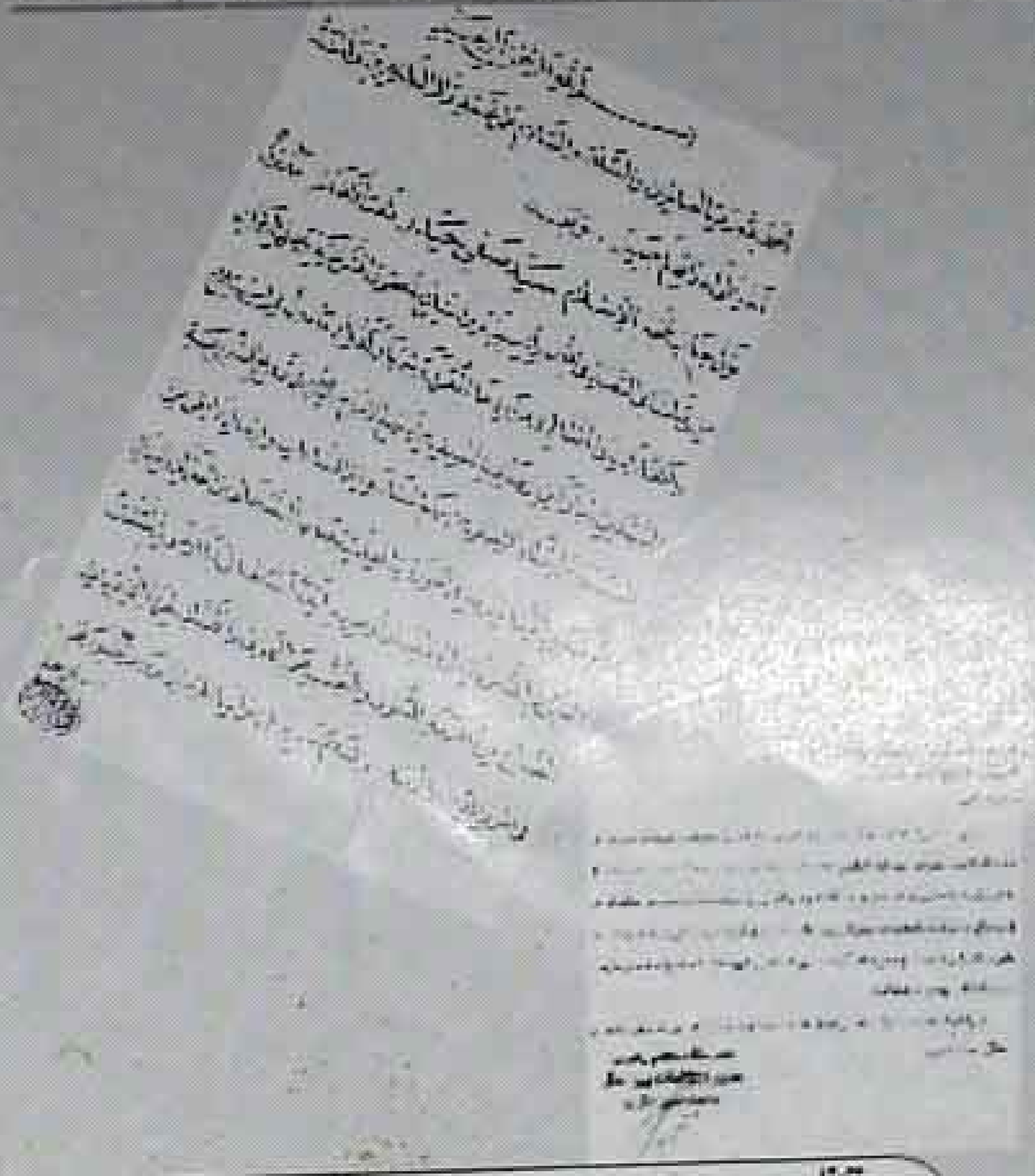

تنظیم المکاتب کو ایک کروڑ روپئے سالانہ سہم امام علیہ السلام خرچ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

TANZEEMUL MAKATIB Urdu Monthly

Red Gate Building, Jagat Narayan Road, Golaganj, Lucknow-226018 (U.P.) India

Ph.: 2615115 Fax:2628923 E-mail:makatib@makatib.net

JULY 2008
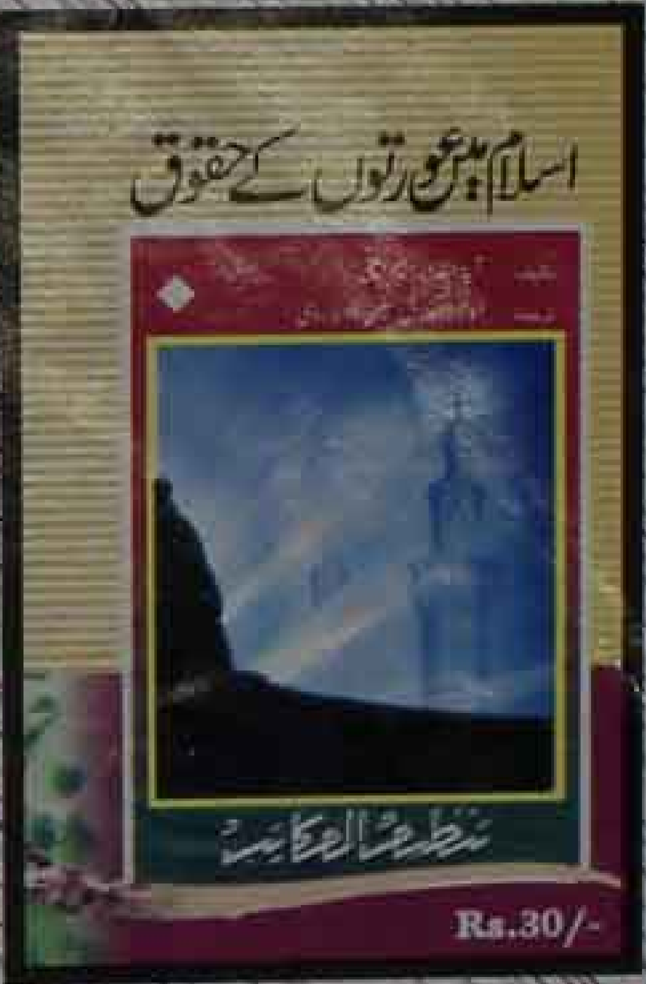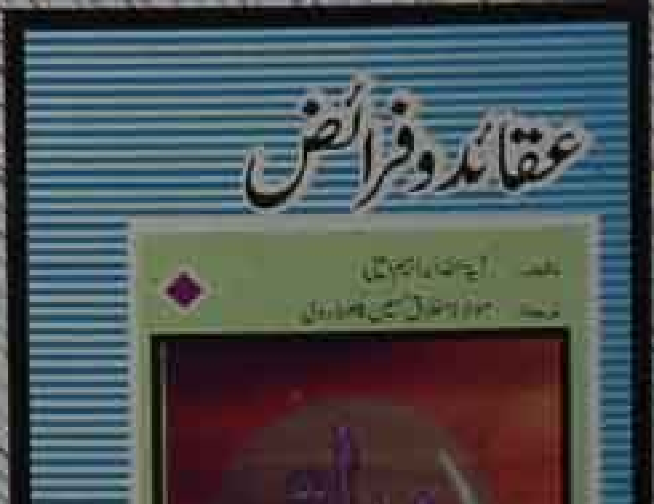
Rs.10/=